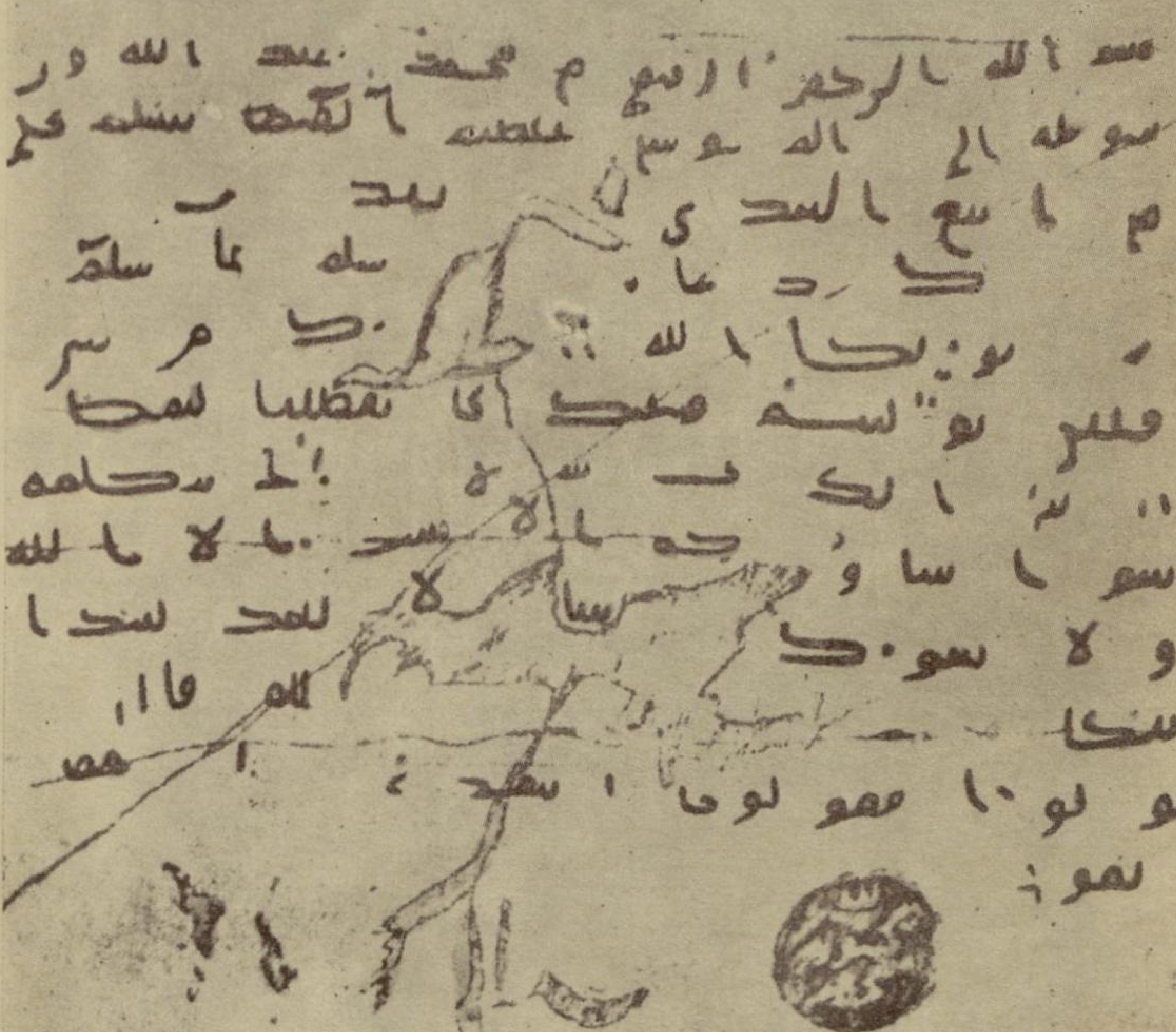
تدریسِ نسخ

عبد القیوم

آزاد بُک ڈپو ○ اردو بازار ○ لاہور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کا عکس



تدریس نسخ

عبد القیوم

ایم۔ ایڈ (فلپائن)

ڈپلوما ان ٹیچر ایجوکیشن (فلپائن)

سبجیکٹ ایکسپرٹ

ادارہ ترقی نصاب، محکمہ تعلیمات

حکومت مغربی پاکستان، لاہور

آزاد بک ڈپو ۔ اردو بازار ۔ لاہور

طبع اول : فروری ۱۹۶۷

تعداد : ۲۰۰۰

ناشر : چوھدری بشیر احمد بٹالوی

طابع : سید اظہارالحسن رضوی

مطبع : مطبع عالیہ ، 120/5 ٹمپل روڈ ، لاھور

اچھے ابّو

اور

پیاری امّی

کے

نام



چو سایہ در قدمِ سروِ سرفرازِ توام

آزاد بلگرامیؒ

قیُّوم

پیش لفظ

اردو رسم الخط کا مسئلہ ایک مدت سے الجھا ہوا تھا ۔ نستعلیق موجودہ حالت میں اپنے تمام تر فنی جمال کے باوصف تعلیمی ، قومی اور عصری تقاضوں کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ اب تک اس خط کو مشینی بنانے کی جتنی کوششیں کی گئی ہیں وہ کامیاب ثابت نہیں ہوسکیں ۔ کیوں کہ اولاً نستعلیق کا جمال ٹائپ کا فولادی بار برداشت نہیں کرسکتا ثانیاً اس رسم الخط میں وسیع پیمانے پر مطبوعہ مواد کی تیاری ممکن نہیں ۔ مقابلہ و مسابقہ کی اس دنیا میں قومی زبان کے رسم الخط کا سریع العمل ہونا بے حد ضروری ہے ۔ کیوں کہ کوئی بھی فعال اور ترقی پذیر معاشرہ اپنے وسائل تشہیر و ابلاغ کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے سے غافل نہیں رہ سکتا ۔

اردو رسم الخط کے مسائل کا جائزہ لینے کے لیے مرکزی حکومت کے ایماء پر ۱۹۶۴ء میں ایک صوبائی رسم الخط کمیٹی کا قیام عمل میں آیا ۔ جس نے متعلقہ حالات و عوامل کا جائزہ لینے کے بعد اس امر کی سفارش کی کہ اردو کا رسم الخط نستعلیق کی بجائے نسخ (حروف القران) ہونا چاہیے ۔ اس انقلابی سفارش کی کئی ایک وجوہ تھیں مثلاً مدرسے میں سکھائے جانے والے رسم الخطوں کی تعداد میں کمی کرنا ، تعلیم القران کو فروغ دینا ، مغربی پاکستان میں ایک وحدانی رسم الخط کے ذریعے قومی وحدت و سالمیت کو استحکام بخشنا ، اردو طباعت کو سریع العمل اور حسن و خوبی کا حامل بنانا ، ایک مشترک رسم الخط کے ذریعے اسلامی ممالک کے ساتھ اپنے مراسم و روابط کو مزید استوار کرنا وغیرہ ۔

کمیٹی کی اس سفارش کا ملک بھر میں خیر مقدم کیا گیا ۔ اور محکمہ تعلیمات حکومت مغربی پاکستان نے اعلان کیا کہ تعلیمی سال ۶۸ - ۱۹۶۷ء سے ابتدائی درجوں میں رسم الخط نستعلیق کی بجائے نسخ (حروف القران) ہوگا ۔ رسم الخط کی تبدیلی کی سفارش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ابتدائی مدارس کے

اساتذہ کے تربیتی اداروں میں رواں تعلیمی سال سے ہی خط نسخ کی تعلیم و تدریس کو لازمی قرار دے دیا گیا ہے - نیز ابتدائی مدارس کے اساتذہ کے لیے صوبے بھر میں تجدیدی کورس منعقد کرائے جا رہے ہیں - تاکہ آئندہ تعلیمی سال سے خط نسخ کی تعلیم و تدریس مؤثر طور پر انجام دی جا سکے -

بدقسمتی سے خط نسخ کی تعلیم و تدریس کے متعلق ہمارے ہاں اس وقت بہت کم مواد موجود ہے - تھوڑا بہت جو مواد ملتا بھی ہے - اس میں تعلیمی سے زیادہ فنی مسائل پر بحث کی گئی ہے - زیرنظر تالیف انھیں تعلیمی اور ملی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پیش کی جا رہی ہے - امید ہے تعلیمی حلقے مؤلف کی اس کوشش کو بہ‌نظر استحسان دیکھیں گے - یہاں ان احباب کا ذکر جمیل بھی ضروری ہے جنھوں نے اس تالیف کے دوران مؤلف کی معاونت و رہنمائی فرمائی -

جناب مختار صادق ڈائرکٹر ، ادارہ ترقی نصاب نے اس تالیف کی ضرورت کا احساس دلانے کے علاوہ مؤلف کی مسلسل رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی جس کے لیے مؤلف بصمیم قلب ان کا شکر گزار ہے -

تاریخی اور توضیحی مواد کے لیے مؤلف جناب حافظ احمد یار ، شعبہ علوم اسلامیہ ، جامعہ پنجاب اور جناب سید نفیس رقم کا بے حد ممنون ہے - اور تدریسی نکات کی وضاحت و صراحت کے لیے جناب محمد رمضان راتھر کا شکر گزار ہے -

آخر میں مؤلف اپنے دلی‌دوست جناب محمد یونس حسرت ، مترجم مجلس زبان دفتری حکومت مغربی پاکستان کا بطور خاص سپاس گزار ہے جن کی خلوص و ایثار سے مملو اعانت مؤلف کو ہر گام پر حاصل رہی ہے - جناب بشیر احمد بٹالوی مالک مہتم ، آزاد بک ڈپو ، لاہور کا شکریہ بھی واجب ہے - جنھوں نے اس تالیف کی طباعت و اشاعت کے لئے اپنی بساط سے کہیں بڑھ کر ایثار کا مظاہرہ کیا ہے - ان دو ہستیوں کے فراخدلانہ تعاون کے بغیر "تدریس نسخ" کا یوں جمال ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچنا یقیناً محال تھا -

مؤلف

عبد القیوم

فہرست

خط نسخ کی تاریخ

قرآن کریم نے بنی نوع انسان بالعموم اور اہل اسلام بالخصوص کی زندگیوں میں جو انقلاب انگیز تبدیلیاں پیدا کی ہیں ، ان میں سے ایک عظیم تبدیلی یہ ہے کہ نوع انسانی علم اور قلم کے باہمی تعلق سے آشنا ہوئی ، اور یہ اس گہرے تعلق سے واقفیت کا نتیجہ تھا کہ عربوں جیسی ناخواندہ قوم نے اسلام کا پرچم تھام لینے کے بعد نہ صرف مختلف علمی اور فکری شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیے بلکہ اسے اقوام عالم کی عملی و فکری قیادت و رہنمائی کا شرف بھی حاصل ہوا - اسی پر بس نہیں ، مسلمانوں نے قلم اور تحریر کے ذریعے نہ صرف مختلف النوع علوم و فنون کو کمال بخشا - بلکہ خود قلم کو بھی وہ فن سکھایا جسے خطاطی کہا جاتا ہے اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں سے پہلے قلم اس فن سے ہرگز آشنا نہیں تھا -

اسلامی تہذیب کی بدولت جو علوم و فنون وجود میں آئے ، ان میں خطاطی کو ایک پاکیزہ اور لطیف ترین فن شمار کیا جاتا ہے کسی بھی تہذیب نے خط پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی مسلمانوں نے - اگرچہ اسلامی خط کی بنیادی اقسام تین یا چار قرار دی جا سکتی ہیں لیکن خط نسخ کو ان میں ایک ایسا اہم اور امتیازی مقام حاصل ہے کہ خط نسخ ہی بالعموم اسلامی خط تصور کیا جاتا ہے -

حجازی عربی خط

خط نسخ کی تاریخ جاننے کے لیے اس خط کی کیفیت اور مآخذ کے متعلق کچھ جاننا ضروری ہے جو رسول اکرمؐ کے عہد مبارک میں اور اس سے پہلے دورجاہلیت میں جزیرہ نمائے عرب اور خصوصاً حجاز میں مروج تھا - تاریخ عرب سے آگاہ حضرات سے مخفی نہیں کہ اس زمانے میں اہل عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج

بہت کم تھا بلکہ وہ اسے حافظے کی کمزوری کی علامت قرار دیتے ہوئے ناپسندیدہ تصور کرتے تھے ۔ تاہم مختلف معاشرتی اور اجتماعی اسباب کی بنا پر عرب قوم کے بعض افراد لکھنا سیکھتے تھے ۔ اس وقت حجاز میں جو خط رائج تھا ، اسلام کی بدولت اسے ترقی کی منزلیں طے کرنا نصیب ہوئیں ۔ قبل از اسلام حجازی عربی خط کی اصل کے بارے میں مسلمان مورخین حسب ذیل تین نظریے پیش کرتے ہیں :-

(1) **نظریۂ توقیف :** اس نظریے کی رو سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام زبانوں کی کتابت سکھائی اور انھوں نے مختلف زبانوں کی ابجد الگ الگ تختیوں پر لکھ کر اپنی اولاد کے لیے رکھ لی ۔ طوفان نوح میں ان میں سے کئی تختیاں گم ہو گئیں جن میں عربی خط کی تختی بھی تھی - حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وحی الٰہی کے اشارے سے یہ گم شدہ تختی دریافت کی اور اس طرح عربی خط اور کتابت کا آغاز ہوا ـــــ اور یہی خط قبل از اسلام عرب میں رائج تھا ۔

لیکن اس نظریہ کی بنیاد کسی صحیح علمی یا تاریخی سند پر نہیں ہے اس لیے ابن خلدون نے اس نظریہ کی خامی واضح کی اور کہا کہ خط دوسرے معاشرتی و اجتماعی فنون و صنائع کی طرح ایک صفت ہے لیکن اسی نظریے سے اس بات کی طرف اشارہ ضرور ملتا ہے کہ عرب میں باہر سے آ کر بسنے والے لوگوں میں سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرب کے قدیم باشندوں سے عربی زبان کا بولنا اور لکھنا سیکھا ۔

(2) **جنوبی یا حمیری نظریہ :** اس نظریے کی رو سے قبل از اسلام کا حجازی خط قدیم حمیری خط یا "خط مسند" سے نکلا ہے جو جنوبی عرب بالخصوص یمن کا قدیم ترین خط تھا ۔ ممکن ہے کہ یہ خط یمن سے براہ راست حجاز میں پہنچا ہو یا 200 ق ۔ م کے لگ بھگ سباء اور حمیر کے عہد میں جب کہ یمن میں تہذیب و ثقافت اپنے پورے عروج پر تھی اور عرب کے بعض شمالی علاقے بھی سیاسی طور پر اس کے زیر اثر تھے ، اس وقت یہ خط یمن سے حیرہ کے نواحی علاقوں میں پہنچا ہو اور وہاں سے حجاز میں آیا ہو ۔

لیکن اس نظریے کے رد میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ زمانہ قبل از اسلام کے حجازی خط اور قدیم حمیری خط کے نمونوں میں کوئی مناسبت اور تعلق نظر نہیں آتا - ابن خلدون نے بھی ذکر کیا ہے کہ حجاز کے قریشی خط اور یمن کے خط مسند کے درمیان نمایاں فرق ہے -

(3) **سریانی سے اخذ کا نظریہ :** علامہ بلاذری نے حجازی خط کی اصل کے بارے میں اسی نظریے کا ذکر کیا ہے کہ شمالی عرب کے تین آدمیوں نے یہ خط سریانی زبان سے اخذ کر کے ایجاد کیا - پھر انبار اور حیرہ وغیرہ اس خط کے پہلے مرکز بنے اور وہاں سے بشر بن عبدالملک صاحب دومۃالجندل یا ابو قیس بن عبدالناف کے ذریعے یہ خط حجاز میں پہنچا - مجموعی طور پر یہ نظریہ جدید تحقیقات کے زیادہ قریب ہے لیکن خاص افراد کے ہاتھوں ایجاد یا توسیع کی روایت خلاف عقل ہے - حقیقت یہ ہے کہ اہل حجاز کے تجارتی تعلقات شمالی اور جنوبی عرب کے ساتھ تھے اور یہ تجارتی تعلقات ہی انتقال خط کا ذریعہ بنے - اسلام سے صدیوں پہلے عرب کے شمال میں وادیٔ فرات اور جنوب میں یمن تہذیب و ثقافت کے مرکز رہے ہیں - چوں کہ اس زمانے کے حجازی خط پر نبطی خط کی چھاپ بہت زیادہ ہے ، اس لیے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حجاز میں جو خط رائج ہوا وہ اس شمالی نبطی خط کی ایک شکل تھی - یہی وجہ ہے کہ دور نبوی کے نبطی خط کو حمیری اور انباری خط بھی کہا جاتا ہے - خود نبطی خط شمالی عرب کے قبائل نے قدیم آرامی خط سے نکالا تھا اور نبطی حکومت (169ق - م تا 106 ق - م) کے مٹ جانے کے بعد بھی یہ خط شمالی عرب میں رائج رہا -

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے کی دو صدیوں کے درمیان یہ خط حجاز میں اپنی اس صورت میں نمودار ہوا جہاں سے اس کی تاریخ کا اسلامی دور شروع ہوتا ہے - اسلام کے ساتھ ہی یہ خط جب حجاز سے دوسرے شہروں اور علاقوں میں منتقل ہوا تو ابتدا میں اسے

حجازی ، مکی یا مدنی خط ہی کہا جاتا تھا -

نبطی خط

جدید تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ نبطی خط ہی حجازی عربی خط کی اصل تھا لیکن اس خط کی بھی دو شکلیں تھیں - زاویہ دار خط جس کے حرفوں میں گولائی نہیں ہوتی تھی بلکہ زاویے نمایاں ہوتے تھے - یہ خط زیادہ تر عمارتوں کے کتبات اور شاہی فرامین میں استعمال ہوتا تھا - دوسری شکل جس میں حروف کے زاویے گولائی کی طرف مائل ہوتے تھے ، عوام کے استعمال کی تھی - حجاز میں ظہور اسلام سے قبل جو عربی خط رائج تھا ، وہ دوسری قسم کے عوامی خط سے ملتا جلتا خط تھا - رسول اکرمؐ کے دو تین محفوظ نامہ ہائے مبارک میں سے کم از کم دو کے اندر حروف میں اس گولائی یا دائرے کا عنصر موجود ہے - 302 ہجری میں عمرو بن العاص حاکم مصر کے ایک ماتحت افسر کی طرف سے اهناسیہ (مصر) کے باشندوں کے لیے جو فرمان لکھا گیا تھا ، اس کے حروف میں بھی گولائی موجود ہے - اسی باعث یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عہد عثمانی کے مصاحف بھی اسی عوامی حیری یا نبطی خط میں تھے -

خط کوفی

رسول اکرم صلعم کتابت کی ترویج و اشاعت پر خصوصی توجہ فرماتے تھے - کتابت کی تعلیم اور اہمیت پر تو قرآن و حدیث میں بہت کچھ مواد ہے لیکن خط میں حسن و جمال پیدا کرنے کے بارے میں بھی رسول اکرم نے بعض ہدایات دی ہیں - آپ کی وفات تک مسلمانوں کے اندر تعلیم کتابت کی ضرورت کا احساس اور شوق عام ہو چکا تھا - یہیں سے دوسرے علوم کی طرح عربی خط کے ارتقاء کا نیا دور شروع ہوا -

حضرت عمر(رض) کے دور میں جب کوفہ اور بصرہ کی چھاؤنیاں آباد ہوئیں تو حالات نے بہت جلد ان شہروں کو عربی تہذیب و ثقافت (جس میں عربی خط بھی شامل ہے) کا مرکز بنا دیا - چناں چہ عربی خط نے اسلام کے زیر سایہ

سب سے پہلا جو جمالیاتی لباس پہنا ، اُسے "خط کوفی" کہا جاتا ہے ۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت علی (رض) نے کوفہ کو دارلخلافہ بنایا تو سب سے پہلے آپ نے ہی وہاں خط کی یہ قسم ایجاد کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی ۔ چناں چہ سلطان عالی مشہدی کا ایک مشہور شعر ہے ۔

مرتضٰی اصل خط کوفی را کرد پیدا و داد نشو و نما

حضرت علی (رض) سے تعلیم و تحسین خط کے سلسلے میں بہت سی ہدایات مروی ہیں ۔ اس کے علاوہ خط کی تعریف ، دوات میں سوف ڈالنے کا طریقہ ، قلم کی بناوٹ کے قواعد اور فن خطاطی کے بعض بنیادی اصول حضرت علی (رض) سے منسوب کیے جاتے ہیں ۔ ان باتون کی صحت اور عدم صحت کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے لیکن جہاں تک خط کوفی کی ایجاد کا تعلق ہے ، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں خود شہر کوفہ کے آباد ہونے سے بھی کوئی ایک سو سال پہلے موجود تھا ۔ حقیقت میں یہ وہی زاویہ دار نبطی خط تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کوفہ کا شہر حیرہ اور ابنار کے قریب ہی آباد ہؤا تھا اور حیرہ اور ابنار دور جاہلیت میں اس طرز تحریر کے مرکز شمار ہوتے تھے ۔ ان شہروں کے اکثر باشندے کوفہ اور بصرہ کے نئے شہروں میں آباد ہو گئے تھے ۔

البتہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حجازی عربی خط نے کوفہ میں ہی سب سے پہلے فنی اور جمالیاتی راستہ اختیار کیا اور اس لیے یہ نئی طرز تحریر عالم اسلام میں خط کوفی کے نام سے مشہور ہوئی اور ابتدائی تین سو سال تک اسے عالم اسلام کے کامل ترین خط کا درجہ حاصل رہا ۔ اس درمیانی مدت میں اس نے ارتقا کے کئی مراحل طے کیے ۔ اس دور میں عربی خط میں نقاط اور حرکات کی ایجاد ہوئی ۔ مختلف قسم کا کاغذ ایجاد ہوا جس نے خط کے ارتقا پر بھی اثر ڈالا ۔ مختلف ملکوں کے خطاطوں نے خط کوفی میں علاقائی خصوصیات پیدا کیں مثلاً ایرانی کوفی خط میں مصر و عراق کے کوفی خط کی نسبت عمودی خطوط افقی خطوط کے مقابلے میں زیادہ نمایاں رکھے جاتے تھے ۔ دنیا کے

مختلف عجائب خانوں میں دوسری صدی ہجری سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک کی مدت کے دوران لکھے ہوئے قرآن مجید کے جو نسخے ملتے ہیں ۔ ان سے خط کوفی کے ارتقاء اور اس کی مختلف اقسام پر بہ خوبی روشنی پڑتی ہے ۔ اس خط کے عروج کا بڑا سبب یہی تھا کہ اس مدت میں قرآن مجید کی کتابت کے لیے خط کوفی ہی خاص ہو کر رہ گیا تھا ۔

خط کوفی کے چند مشہور خطاط

خط کوفی کے ارتقاء میں یقیناً عالم اسلام کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں فرزندوں نے حصہ لیا ہے لیکن تاریخ میں جن مشہور اور نامور خطاطوں کا ذکر ملتا ہے ، ان میں سب سے پہلے خالد بن الهیاج ہے جو ولید بن عبدالملک سے عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک موجود تھا ۔ اس نے مسجد نبوی میں آب زر کے ساتھ خط کوفی میں "سورہ والشمس" لکھی تھی جو صدیوں تک برقرار رہی ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لیے اس نے قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھا ۔ جب یہ مصحف آن کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ اس کا خط دیکھ کر حیران رہ گئے ۔ اسے بار بار چومتے اور آنکھوں سے لگاتے اور آخر یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اس کا انعام دینا میرے بس کی بات نہیں ہے ۔

مشہور صوفی تابعی مالک بن دینار بھی اپنے زمانے کے نامور خطاط تھے اور آجرت پر قرآن پاک کی کتابت کیا کرتے تھے ۔ قطبۃ المحرر بنو امیہ کے آخری دور کا ایک اور مشہور خطاط تھا ۔ اس نے سب سے پہلے خط کوفی میں کچھ ایسی تبدیلیاں کیں جنھیں "خط نسخ" کی ایجاد کا پیش خیمہ قرار دیا جاسکتا ہے ۔ ابتدائی عباسی دور کے دو نامور خطاط ضحاک بن عجلان اور اسحاق بن حماد تھے ۔ مؤخرالذکر کے بے شمار شاگرد تھے ۔ خشنام البصری اور مہدی الکوفی بھی اس دور کے مشہور خطاط تھے ۔ اسحاق بن حماد کے شاگردوں میں سے دو بھائی ابراہیم الشجری اور یوسف الشجری تھے ۔ یوسف فضل بن سہیل ذوالریاسین وزیر مامون‌الرشید کا خاص کاتب تھا ، اور ابراہیم الشجری کا ایک

شاگرد الاحول المحرر تھا جو اپنے زمانے کا امام فن شمار ہوتا تھا ۔ اس نے خطاطی کی کئی طرزیں اور اقلام ایجاد کیے ۔

ابن مقلہ خط نسخ کا بانی

الاحول المحرر کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد ابوعلی محمد بن علی بن الحسین بن محمد بن مقلہ تھا جسے بجا طور پر موجودہ خط نسخ کا بانی قرار دیا جاتا ہے ۔ ابن مقلہ کے آباؤ اجداد عجمی النسل تھے جو شیراز سے آ کر بغداد میں آباد ہو گئے تھے ۔ ابن مقلہ کی پیدائش وہیں 272 ہجری میں ہوئی ۔ ابن مقلہ دراصل اس کے دادا کی کنیت تھی ، لیکن وہ خود بھی اس کنیت سے معروف ہوا ۔ ابن مقلہ نے اپنے زمانے کے تمام رائج الوقت علوم تفسیر ، حدیث ، فقہ ، ادب و شعر وغیرہ سیکھنے کے علاوہ خطاطی اور نئے خطوں کی ایجاد میں خاص طور پر نام پیدا کیا ۔ اپنے علمی و فنی کمال کے باعث اس کی شہرت دربار خلافت تک پہنچی اور خلیفہ مقتدر باللہ نے اسے پہلے مختلف عہدے سپرد کیے اور بالآخر اپنا وزیر بنا لیا ۔ یہ دور عباسی خلافت کے زوال کا تھا ۔ سیاسی جوڑ توڑ اور درباری سازشوں کا دور دورہ تھا ۔ انھی جوڑ توڑ اور سازشوں کا شکار ہو کر ابن مقلہ وزارت سے معزول ہو کر قید ہوا ۔ لیکن اگلے خلیفہ قاہر باللہ کے عہد نے 316 ھ میں دوبارہ اسے وزیر بنا دیا ۔ کچھ مدت کے بعد وہ پھر معزول ہو کر قید ہوا اس کے بعد اگلے خلیفہ الراضی باللہ کے عہد میں وہ تیسری مرتبہ وزیر مقرر ہوا۔ لیکن کچھ عرصے بعد خلیفہ نے ابن ملقہ کو نہ صرف معزول ہی کیا بلکہ اپنے بد ذات وزیر ابن رائق کے بہکاوے میں آ کر ابن مقلہ کا دایاں ہاتھ بھی کٹوا دیا ۔ اس کے باوجود ابن مقلہ نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ قلم باندھ کر اور بائیں ہاتھ سے لکھنے کی مشق کرکے ایسی مہارت پیدا کر لی کہ اس کے خط میں پھر وہی شان و شکوہ پیدا ہوگیا ۔ دربار میں اس کے حاسدوں کی ریشہ دوانیاں پھر بڑھ گئیں جن کا انجام یہ ہوا کہ خلیفہ راضی باللہ نے پہلے تو اس کی زبان کٹوا کر اسے قید کر دیا اور بالآخر 328 ھجری میں قتل کرا دیا ۔

ابن مقلہ محض ایک خطاط اور خوش نویس کی حیثیت سے ہی مشہور نہیں ہوا - اس کی عظمت اور شہرت کا اصل سبب یہ ہے کہ اس نے فن خطاطی میں بعض ایسی انقلاب انگیز تبدیلیاں کیں جن کا اثر اب تک موجود ہے - وہ پہلا شخص ہے جس نے عربی خط کے اصول و قواعد مقرر کیے اور حروف کی تحریر میں قلم کے قط کو ناپ کی اکائی قرار دیا - قلم کے قط کے حساب سے اس نے سب سے پہلے حرف الف کے لیے 6:1 کی نسبت قائم کی جسے نسبت فاضلہ کہا جاتا ہے کیوں کہ طول و عرض کی یہی نسبت بہترین انسانی قامت میں پائی جاتی ہے- بعد میں آنے والے خطاطوں نے نسبت فاضلہ کے لیے 7:1 اور 8:1 کو بھی معیار مقرر کیا اور مؤخرالذکر نسبت (8:1) ہی ان میں سے واقعی نسبت فاضلہ ہے مگر نسبت فاضلہ کے اس تصور کا بانی ابن مقلہ ہی تھا -

ابن مقلہ کئی برس تک حروف کی سطح اور ان کے دور کو مختلف نسبتوں میں تقسیم کرکے ایک نئے خوبصورت خط کی ایجاد کے لیے کوشاں رہا - اس کے زمانے میں خط کوفی کی سطح اور دور میں عموماً 11:1 کی نسبت رائج تھی ابن مقلہ نے سطح اور دور میں 1:5 اور 1:3 اور 3:1 اور 1:2 کے تجربے کیے - ان میں سے ہر ایک خط اپنی جگہ خوبصورت بنتا تھا مگر ابن مقلہ کے فنی تجربہ اور ذوق سلیم نے آخری نسبت (1:2) کو ترجیح دی اور اس سے اس نے اس خط کے اصول و قواعد وضع کیے جسے ہم اب خط نسخ کہتے ہیں - بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن مقلہ نے ہی عربی ابجد کی قدیم ترتیب کو جو "ابجد ، ہوز ، حطی ، کلمن ، سعفص ، قرشت ، ثخذ ، ضظغ" پر مشتمل تھی ، بدل کر اس کی موجودہ ترتیب کو رواج دیا کیوں کہ خطاطی کی مشق کے نقطہ نظر سے یہ ترتیب زیادہ مفید ہے -

خط کوفی کا زوال

خط نسخ کی ایجاد نے اسلامی خطاطی میں نشاۃ ثانیہ کا دور پیدا کر دیا - اس زمانے تک خط کوفی میں اس قدر "فنیت" پیدا ہو چکی تھی کہ وہ عام استعمال کا خط نہیں رہا تھا - عام کتب سادہ کوفی خط میں لکھی جانے کی وجہ

سے اس جمال کی حامل نہیں ہوتی تھیں جو فنی خط میں تھا مگر فنی کوفی خط نے خط سے زیادہ آرائش کی جگہ حاصل کر لی تھی ۔ خط کوفی کی یہ آرائشی نوعیت کی جاذبیت بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گئی کہ اس زمانے کے بعض عیسائی بادشاہوں نے اپنے سکوں پر کلمہ بہ خط کوفی اختیار کیا ۔ بعض صلیبوں، مریم و عیسلی کی تصاویر ، گرجاؤں کی دیواروں ، حتلی کہ سینٹ پیٹر کے گرجے کے بڑے دروازے پر خط کوفی میں کلمہ یا بسم اللہ لکھی ہوئی تھی ۔ عیسائی انھیں صرف آرائش کے عمدہ نمونے سمجھ کر اختیار کرتے تھے ۔ انھیں یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہ کوئی با معنی عبارت ہے ۔ فنی آرائش کی یہ جاذب نظر افراط ہی خط کوفی کے زوال کا باعث بن گئی کیوں کہ محض آرائشی صورت اختیار کر جانے کی وجہ سے یہ خط عام افادیت کا حامل نہیں رہا تھا ۔

اس کے برعکس نسخ کی ترویج سے تحریر میں ایک نیا جمال پیدا ہؤا ۔ اب خطاطی کا مقصد تحریر ہو گیا نہ کہ محض آرائش ۔ نسخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حروف کی اصلی شکل بحال رکھتے ہوئے خط میں جمال پیدا کیا جا سکتا ہے نہ کہ حروف کو بگاڑ کر ۔ اس طرح خط نسخ گویا اوائل اسلام میں رائج عوامی حجازی خط ہی کی ایک ترقی یافتہ صورت تھی ۔ اس خط نے سادگی میں جمال ، جمال میں افادیت اور افادیت کے لیے سہولت قرأت اور عدم التباس حروف کے اصولوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ۔

خط نسخ کی مقبولیت

ابن مقلہ کے بعد خط نسخ نے بڑی تیزی کے ساتھ مقبولیت کی منزلیں طے کیں ۔ حتلی کہ ابن مقلہ کی وفات کے ایک سو سال بعد ہی یہ خط صوری جمال اور فنی کمال کی معراج کو پہنچ گیا ۔ چناں چہ کوئی شخص جب تک خط نسخ اور ثلث (جو ایک طرح سے نسخ ہی کی ایک مرصع شکل ہے) کا ماہر نہ ہوتا ، خطاط نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ خط نسخ کی سب سے بڑی فتح یہ تھی کہ بہت جلد اس نے کتابت قرآن مجید کے لیے خط کوفی کی جگہ لے لی ۔ پانچویں صدی ہجری کے آغاز ہی سے خط کوفی کا رواج کم ہونے لگا ۔ صرف عنوان نگاری

اور عمارتی کتبات ، لکڑی ، پتھر ، شیشے ، دھات کی تیار کردہ آرائشی اشیاء ، اسلحہ اور قیمتی پارچات پر خط کوفی کا رواج کچھ مدت تک چلتا رہا مگر دو تین صدیوں میں ہی خط کوفی ایک قصۂ پارینہ بن گیا اور اس کی بجائے قرآن مجید اور دیگر دینی کتب کی کتابت کے لیے خط نسخ اور آرائشی مقاصد کے لیے خط ثلث کا رواج عام ہوگیا ۔

ابن مقلہ نے جب یہ خط ایجاد کیا تھا تو اس نے اس کا نام خط بدیع رکھا تھا مگر کتابت قرآن مجید کے لیے استعمال ہونے کی وجہ سے ہی اس خط کا نام نسخ مشہور ہوگیا کیوں کہ بالعموم ایک قرآن مجید دوسرے سے نقل کیا جاتا ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چوں کہ خط نسخ اپنے پہلے کے تمام خطوں کا ناسخ ہے ، یعنی اس کے وجود میں آنے سے تمام اگلے خط منسوخ ہوگئے ۔ اس لیے اس کا نام خط نسخ مشہور ہوا ۔ چناں‌چہ گذشتہ ایک ہزار سال سے خط نسخ ہی کو عالمِ اسلام کے کامل ترین خط کا درجہ حاصل ہے اور صرف یہی وہ رسم الخط ہے جو مشرق و مغرب میں ہر جگہ یکساں طور پر متعارف ہے

ابن البواب——خط نسخ کا عظیم محسن

ابن مقلہ کے بے شمار شاگردوں میں سے مشہور ترین خطاط عبداللہ بن اسد بن علی القاری اور محمد بن السمسانی تھے ۔ پھر ان دونوں اور خصوصاً ابن اسد سے ابوالحسن علی بن ہلال البغدادی نے خط سیکھا ۔ اسے قبلۃالکتاب کہا جاتا ہے اور وہ ابن‌البواب کی کنیت سے زیادہ معروف ہے ۔ ابن‌البواب کی پیدائش 350 ہجری میں ہوئی ۔ اس کا باپ آل بویہ کا دربان تھا ۔ اسی نسبت سے اس کی یہ کنیت مشہور ہوئی ۔ بچپن میں کاریگروں کے ساتھ چھتوں اور کھڑکیوں کی پالش اور روغن کا کام کرتا تھا ۔ پھر خطاطی کی طرف مائل ہوا اور اس میں وہ مقام حاصل کیا جو نہ اس سے پہلے کسی کو حاصل ہوا اور نہ بعد میں ۔

دراصل یہ ابن‌البواب ہی تھا جس نے ابن مقلہ کے ایجاد کردہ خطوں اور خصوصاً خط نسخ کو نقطۂ عروج پر پہنچایا ۔ حتی کہ بعض لوگ یہ خیال کرنے

لگے کہ شاید خط نسخ کا بانی بھی ابن البواب ہی تھا ۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ جس طرح ابن مقلہ نے قطبۃالمحرر کے شروع کیے ہوئے کام یعنی خط کوفی سے ایک نئے آسان مگر خوبصورت خط کی ایجاد کو مکمل کیا ، اسی طرح ابن‌البواب نے ابن مقلہ کے کام یعنی خط نسخ کو جمالیاتی نقطۂ نظر سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خدمت انجام دی ۔

ابن‌البواب 431 ہجری میں عباسی خلیفہ قادر باللہ کے عہد میں فوت ہوا اور امام احمد بن حنبل کے مزار کے قریب دفن کیا گیا ۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں 64 قرآن مجید لکھے تھے ۔ سید شریف المرتضٰے جیسی عظیم شخصیت نے اس کا مرثیہ لکھا جو اس کی عظمت کی دلیل ہے ۔

ابن البواب کے شاگردوں میں سے محمد بن عبدالملک تھا جس کے تلامذہ میں سے مشہور نامور خطاط اور محدث خاتون زینب بنت احمد الابریہ الدینوریہ تھی۔ اس خاتون سے بے شمار لوگوں نے علم حدیث اور تجوید خط کی تعلیم حاصل کی جن میں سے ایک یاقوت بن عبداللہ ملکی موصلی تھا جو ملک شاہ سلجوقی کا درباری‌خطاط ہونے کی وجہ سے ملکی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اس یاقوت ملکی کے ایک شاگرد ولی عجمی کے ذریعے ہی مصر میں خط نسخ کے چند نامی خطاطوں کا ایک سلسلہ چلا جس کا ذکر آگے آئے گا ۔

اس یاقوت ملکی کے معاصر یاقوت بن‌عبداللہ‌الحمری الرومی‌صاحب معجم البلدان کا شمار بھی اس دور کے مشہور خطاطوں میں ہوتا ہے اور اس کے تلامذہ میں سے عہد عباسی کا آخری اور عالم‌اسلام کا سب سے مشہور خطاط یاقوت بن عبداللہ الرومی المستعصمی ہوا ہے ۔

یاقوت مستعصمی نے ابن البواب کے فن کو نقطۂ کمال پر پہنچا دیا ۔ اسے مختلف خطوں پر معجزانہ قدرت حاصل تھی ۔ اس کے علاوہ اس نے قرآن مجید کی کتابت کے لیے ایک نیا طریقہ اختیار کیا جسے بعد کے کئی خطاطوں نے اپنانے کی کوشش کی ۔ وہ قرآن کریم کی کتابت 11 سطر فی صفحہ کے حساب سے کرتا تھا ۔ ان سطروں میں سے پہلی ، چھٹی اور گیارہویں سطر کو ذرا جلی قلم

سے خط ثلث میں رکھتا تھا اور سطر 2 تا 5 اور سطر 7 تا 10 کو خط نسخ میں لکھتا تھا۔

خلافت عباسیہ کے زوال کے بعد

سقوط بغداد تک عربی کو عموماً اور خط نسخ کو خصوصاً جو عروج اور ارتقاء نصیب ہوا ، وہ بلاد اسلامیہ کے ان گنت ماہرین فن کی کوششوں کا مرہون منت تھا۔ مگر عام طور پر مضبوط سیاسی مرکز ہی تہذیب و ثقافت کا گہوارہ بنتا ہے۔ اس لیے کوفہ ، بصرہ اور دمشق کے بعد بغداد ہی کئی صدیوں تک اسلامی خطاطی کا سب سے بڑا مرکز رہا۔ خلافت عباسیہ کے زوال کے بعد اسلامی سیاست کا مرکز ثقل مختلف ممالک میں تقسیم ہوگیا۔ چناں چہ دوسرے ثقافتی اور تہذیبی شعائر کی طرح اسلامی خط اور خصوصاً خط نسخ بھی مختلف مراکز میں نہ صرف قائم رہا بلکہ بعض علاقائی خصوصیات کے ساتھ ترقی پذیر رہا۔ ان علاقائی خصوصیات کے لیے یہ ضروری ہے کہ مختلف اسلامی ممالک میں خط نسخ کی تاریخ کا الگ الگ جائزہ لیا جائے۔

خط نسخ ایران میں

سقوط بغداد کے بعد یاقوت مستعصمی کے چھ نامور شاگردوں نے جو "استادان شش گانہ" کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں ، ایران میں خطاطی کا علم بلند کیے رکھا۔ ان کے نام یہ ہیں :

ارغوان بن عبداللہ کاملی۔ یوسف مشہدی۔ نصراللہ طبیب ملقب بہ صدر عراقی۔ شیخ زادہ احمد السہروردی۔ مبارک شاہ بن قطب تبریزی۔ سید حیدر علی جلی نویس۔

ایل خانی دور میں خطاطی کے ساتھ تذہیب کتب کا فن بھی کمال کو پہنچا۔ اس دور کے کئی مصاحف جو الجائتو خدا بندہ کے ایما پر لکھے گئے ، لیپزگ ، قاہرہ ، بوسٹن اور ڈبلن کے عجائب خانوں میں موجود ہیں عبداللہ بن محمد بن حمدان ،

عبداللہ الصیرافی (جو بر صغیر پاک و ہند میں بھی آئے) اور عبداللہ بن احمد بن مراغہ اس دور کے مشہور خطاط تھے ۔

تیموری دور (نویں صدی ہجری) میں ایرانی خطاطی اور بھی عروج پر پہنچی ۔ اس دور میں مشہور کاتب میر علی تبریزی نے خط نستعلیق ایجاد کیا جس نے اپنی خوبصورتی اور دل کشی کے باعث بہت جلد مشرقی ممالک میں ہردلعزیزی حاصل کر لی مگر اس کے باوجود قرآن مجید کی کتابت بدستور خط نسخ ہی میں ہوتی رہی ۔ تیموری دور کے مشہور خطاطوں میں سے سلطان علی مشہدی ، بالیسغر مرزا ، ابراہیم سلطان بن شاہ رخ مرزا اور عبدالکریم تبریزی قابل ذکر ہیں ۔ تیموری دور میں شیراز اور ہرات خاص طور پر خطاطی اور تذہیب و نقاشی کے مرکز تھے ۔

صفوی عہد میں بھی ایران میں خطاطی کو شاہی سرپرستی حاصل رہی اور ایران نے بڑے بڑے باکمال خطاط پیدا کیے ۔ اگرچہ اس دور میں ایرانی خطاطوں نے اپنے کمال فن کا زیادہ مظاہرہ خط نستعلیق میں ہی کیا ہے مگر خطاط کامل اسے ہی سمجھا جاتا تھا جو نستعلیق کے علاوہ نسخ و ثلث بلکہ دیگر اقسام خط میں بھی مہارت رکھتا تھا ۔ اس دور کے مشہور خطاطوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں :-

میرعلی ہراتی ۔ سلطان محمد نور ابن سلطان علی مشہدی ۔ شاہ محمود نیشاپوری جو شاہ اسماعیل کا منظور نظر کاتب تھا ، ایران کا نامور خطاط میر عماد حسینی جو شاہ عباس صفوی کا ہم‌عصر تھا اور اس کی نامور خطاط بیٹی گوہر شاد ، علاءالدین تبریزی ، عبدالباقی تبریزی ، محمد ابراہیم قمی ، مرزا احمد تبریزی اور محمد ہاشم اصفہانی ۔

قاچاری دور کے مشہور خطاطوں میں سے مرزا کوچک وصال شیرازی ، زین‌العابدین اشرف الکتاب جو ناصرالدین قاچاری کا درباری کاتب تھا (اور غالباً ایران نے خط نسخ کا اس سے بہتر خطاط پیدا نہیں کیا) ، علی رضا پرتو اور نامور خطاط خاتون مریم بانو نائینی جو فتح علی قاچاری کی معاصر تھی ، قابل‌ذکر

ہیں ۔ یہ خطاط خاص طور پر خط نسخ میں مہارت اور کتابت مصاحف کے لیے مشہور ہیں ۔ گو ایران میں کتابت مصاحف کے لیے نستعلیق کو بھی استعمال کیا گیا ہے لیکن محض جدت کی حد تک ، قبول عام کی سند اسے حاصل نہ ہو سکی ۔ عصر حاضر میں طباعت کی ضروریات نے اہل ایران کو پھر خط نسخ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے ۔

خط نسخ افغانستان میں

دوسرے مشرقی ممالک کی طرح افغانستان میں بھی غزنویوں اور غوریوں کے عہد کے بعد خط نسخ صرف قرآن مجید کی کتابت کے لیے مخصوص رہا اور دوسرے مقاصد کے لیے نستعلیق ہی رائج رہا ۔ ماضی قریب اور زمانہ حال کے نامور افغان خطاطوں میں سے حسب ذیل قابل ذکر ہیں :۔

زوجہ سردار عبدالقدوس خاں افغانی (جس کے خط کے بعض نمونے "مجلۂ کابل" میں شائع ہوتے رہے ہیں) ، فیض احمد افغانی ، اسماعیل افغانی ، تاج محمد خاں افغانی ، سید عطا محمد افغانی ، محمد یعقوب خاں افغانی ، سلطان محمد خنداں ، محمد داودالحسینی اور محمد اشبارہ ۔

خط نسخ برصغیر پاک و ہند میں

برصغیر میں عربی خط سب سے پہلے محمدبن قاسم کے ساتھ آیا ۔ جب عالم اسلام میں خط نسخ کو فروغ حاصل ہوا تو کئی اسلامی ممالک نے اپنی اپنی زبانوں کی ابجد میں بھی مناسب علامتوں کا اضافہ کرنے کے بعد عربی حروف بہ خط نسخ میں کرلی اس میں حکمت یہ تھی کہ کسی ملک کی مسلم آبادی کو اپنی دینی و دنیاوی ضروریات کے لیے دو الگ الگ زبانوں کا رسم الخط نہ سیکھنا پڑے ۔ اس قسم کی علاقائی زبانوں میں سے دو زبانیں سندھی اور پشتو بھی ہیں ۔

برصغیر میں ایرانی اثرات کے تحت خط نستعلیق کو زیادہ فروغ حاصل ہوا تاہم کتابت مصاحف کے لیے یہاں بھی خط نسخ ہی استعمال ہوتا رہا اور اس خط

کے فنی جمال اور دینی تقدس نے خط نسخ کے بڑے بڑے ماہر پیدا کیے۔ برصغیر کے مسلمان بادشاہوں کی قدردانی نے ایران سے بھی کئی خطاطوں کو اپنے دربار میں کھینچ لیا ۔ عالم اسلام کے بعض دیگر سلاطین کی طرح برصغیر میں بھی بعض بادشاہ خط نسخ کے ماہر ہوئے ہیں ۔ جن میں سے ناصر الدین محمود اور اورنگ زیب عالمگیر قابل ذکر ہیں ۔ برصغیر کے مشہور خطاطوں میں سے مغلیہ دور کے آخر تک کے حسب ذیل خطاط قابل ذکر ہیں :۔

اشرف خاں (معاصر اکبر) ، خواجہ عبداللہ الصیرافی ، خواجہ عبداللہ مرواریدرقم ، محمد حسین کشمیری زریں رقم ، محمد سعید انصاری ، قاضی عصمت اللہ خاں جونسخ میں یاقوت ثانی کہلاتے تھے ، سید علی خاں تبریزی جواہر رقم ، عبدالرشید ویلمی ، ہدایت اللہ زریں رقم ، بدر الدین خاں عالی مرصع رقم ، میر گدائی مغل پوریہ ، میر کرم علی ، محمد تقی الحسنی الخطیب ، شیخ نور اللہ ، محمد حسین لاہوری (جس نے 30 ورق میں قرآن مجید اس صنعت سے لکھا کہ پہلی سطر کے سوا باقی ہر سطر حرف واؤ سے شروع ہوتی تھی) محمد روح اللہ لاہوری (جس نے 1109 ہجری میں مثمن شکل میں 305 صفحات کا مصحف پچاس دن میں مکمل کیا جس کا قلمی نسخہ دارلکتب قاہرہ میں موجود ہے)

برطانوی دور میں جوکہ طباعت کا دور ہے ، برصغیر میں نسخ کے جو نامور خطاط ہوئے ، ان میں سے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں :۔

بمبئی میں سید محمد علی رضوی ، میرزا محمد علی اور الحاج محمد مکّی ۔

لکھنؤ میں منشی اشرف علی اور حامد علی مرصع رقم ۔

دہلی میں منشی ممتاز علی نزہت رقم اور سید امیر الدین ۔

دیو بند کے اشتیاق احمد ۔

میرٹھ کے مومن حسین صفی ۔

لودھیانہ کے منشی محمد قاسم ۔

گوجرانوالہ کے محمد عبداللہ وارثی اور ابو یوسف محمد الدین جنڈیالوی جن کی لڑکی فاطمۃ الکبریٰ بھی خط نسخ کی بہت عمدہ خطاط ہے اور تاحال کراچی میں بقید حیات ہے ۔

جیسے کہ اوپر مذکور ہوا ، خط نسخ نے مختلف ملکوں اور علاقوں میں پہنچ کر علاقائی خصوصیات کی آمیزش سے ایک مخصوص رنگ اختیار کیا جس سے وہ بہ آسانی پہچانا جا سکتا ہے ۔ اس سلسلے میں برصغیر کے اندر رائج خط نسخ کا تجزیہ کیا جائے تو واضح طور پر چار دبستان کتابت نظر آتے ہیں :۔

(1) **بمبئی سکول**——جس کے نمائندے مرزا محمد علی اور الحاج محمد مکی قرار دئیے جا سکتے ہیں ۔

(2) **دھلی سکول**——جس کا بہترین نمونہ منشی ممتاز علی تھے ۔

(3) **لکھنؤ سکول**——جس کے نمائندے منشی اشرف علی ہیں ۔

(4) **لاھور سکول**——اس کے نمائندے مولانا محمد قاسم سلطان‌القلم، عبداللہ وارثی، مولانا عبدالرشید محبوب رقم اور سید محمد اشرف علی سیدالقلم ہیں ۔

خط نسخ مشرق بعید میں

مشرق بعید کے ممالک چین ، ملایا ، انڈونیشیا وغیرہ میں کبھی اسلامی حکومت نہیں رہی ۔ تاہم مسلمانوں نے دینی ضروریات کے تحت یہاں بھی عربی خط کو اختیار کیا ۔ چین میں عربی کتابت خصوصاً خط نسخ نے ایک مخصوص انفرادی رنگ اختیار کیا ۔ یہاں ائمۂ مساجد عموماً اچھے کاتب نسخ بھی ہوتے تھے ۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے خان پاپا چینی طرز کے خط نسخ کے ماہر تھے ۔ اس وقت غالباً یحییٰ الیاس لیو پی ای جو کہ جمعیت اسلامیہ چینیہ پیکنگ کے نائب صدر بھی ہیں ، اپنے ملک کے اچھے ماہر نسخ خطاط ہیں ۔ جاوا ، ملایا وغیرہ میں بعض دفعہ مقامی زبانوں کو بھی عربی حروف میں لکھا جاتا ہے ۔ ان علاقوں میں سے لوگ مصر و حجاز وغیرہ میں جا کر بھی قرآن مجید کی کتابت

کے لیے عربی خط نسخ سیکھ کر آتے رہے ہیں ۔ اس وقت جاوا کے محمد موسیٰ کلنتن جو حجاز کے شیخ حلمی کے شاگرد ہیں ، خط نسخ و ثلث کے اچھے خطاط ہیں ۔

خط نسخ ترکیہ میں

سقوط بغداد کے بعد جو ملک اسلامی خطاطی اور خصوصاً خط نسخ کے مرکز بنے ، ان میں ایران اور ترکیہ سرفہرست ہیں ۔ ترکیہ میں سلاطین عثمانیہ نے خاص طور پر خط کی سرپرستی کی ۔ کئی ترک سلاطین خصوصاً سلیمان‌ثانی ، محمد ثانی اور مراد ثانی خود اعلیٰ پائے کے خطاط تھے ۔ سلطنت عثمانیہ کے اکثر امرا اور پاشا مشہور خطاط تھے ، مراۃ الحرمین کے مشہور مصنف ابراہیم رفعت پاشا نے لکھا ہے کہ ان کے زمانے میں سلطان کا خاص خطاط 400 پونڈ عثمانی ماہوار تنخواہ پاتا تھا ۔

سلیم اول کے زمانے میں مصر کی فتح کے بعد مصر کے نامور خطاطوں نے بھی ترکیہ کا رخ کیا اس طرح ترکیہ نے عراقیوں اور سلجوقیوں کے علاوہ فاطمیوں اور مملوکوں سے بھی خطاطی کا ورثہ پایا ۔ اس شوق اور قدردانی کی بہ دولت ترکیہ میں ایسے ایسے باکمال خطاط پیدا ہوئے جنھوں نے کتابتِ قرآن مجید اور خط نسخ میں عالم اسلام سے ترکیہ کی امامت تسلیم کرا لی ۔ ایرانیوں کے نستعلیق کی طرح ترکوں نے بھی دو خاص نئے خط ایجاد کیے ۔ ایک خط طغراء اور دوسرے خط ہمایونی جو زیادہ تر شاہی فرامین کے لیے استعمال ہوتے تھے ۔

ترکیہ کے سینکڑوں مشہور خطاطوں میں سے چند اہم نام حسب ذیل ہیں :

حمداللہ بن شیخ مصطفٰی الاماسی ، احمد شمس الدین قرہ حصاری ، شہلا پاشا ، حافظ عثمان بن علی ۔ ترکیہ کا سب سے مشہور کاتب مصاحف حافظ عثمان المعروف قایش زادہ ، اسماعیل خطی ، مصطفٰی لطیف فخر علی ، سعد آفندی ایساری ، مصطفٰی راقم ، محمود جلال الدین ، محمد عزت اور اس کا بھائی حافظ تحسین ، عبداللہ الزھدی ، محمد مونس

آفندی زادہ ، عبدالعزیز الرفاعی ، الشیخ احمد الکامل ، علی آفندی جس نے خدیو مصر کے لیے 16 ورق پر خط نسخ میں قرآن مجید لکھا۔ درہ خانم - رشدیہ خانم - فاطمہ آنی اور بزم عالم والدۂ سلطان عبدالحمید خان ۔

خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں ترکیہ میں خطاطی انتہائی عروج پر تھی بلکہ 1326 ھجری میں ترکیہ میں تہذیب و ثقافت اور خطاطی کا ایک خاص سکول کھولا گیا تھا - مگر اس کے چند برس بعد ہی ترکیہ میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا - ترکیہ نے جمہوریہ بننے پر عربی کی بجائے لاطینی رسم الخط اختیار کر لیا اس طرح اپنے ایک بہترین اسلامی ثقافتی ورثے سے محروم ہوگیا ۔

خط نسخ عراق میں

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ عباسی خلافت تک بغداد یا بالفاظ دیگر عراق ہی خطاطی کا سب سے بڑا مرکز تھا لیکن سقوط بغداد کے بعد کئی سو برس تک عراق میں عربی خطاطی زوال پذیر رہی اور یہاں کوئی نامور فن کار خطاط پیدا نہ ہؤا - پھر اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں ایران اور ترکیہ کے خطاطوں کے زیر اثر عراق میں خطاطی کا نیا دور شروع ہوا - اس نئے دور کے خطاطوں میں سفیان الوہبی نہایت نامور خطاط ہوا ہے - اس نے ترکیہ کے مشہور خطاطوں اور ان کے تلامذہ سے خط حاصل کیا مثلاً سید محمد صادق تلمیذ داماد ابراہیم عفیف ، تبردار حسن الخلوصی اور نعمان الذکائی جو حافظ عثمان کے تلامذہ میں سے تھا ۔

سفیان نے خط نسخ کو ایک خاص انداز میں لکھنے میں نام پیدا کیا حتٰی کہ عراق میں یہ اسلوب خط سفیانی کے نام سے مشہوا ہوا - سفیان الوہبی کے شاگردوں میں سے غالب الفوزی ، شہاب الدین الالوسی ، عبداللہ آفندی آلوس کے نام نمایاں ہیں - سفیان کے ہم عصر عراقی خطاطوں میں سے محمودالثنائی ، صالح آفندی سعدی (موصل) فضل اللہ آفندی اور محمد سعید النوری قابل ذکر ہیں ۔

عراق کے ماضی قریب اور زمانۂ حال کے خطاطوں میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں :

علی آفندی صابر ، محمد صالح الشیخ ، محمد صبری الهلالی ، کریم رفعت ، صابر الاعظمی ، ولید الاعظمی اور محمد ہاشم الخطاط (جو اس وقت عراق کے ہی نہیں ، عالم اسلام کے بھی بہترین خطاطوں میں شمار ہوتے ہیں اور آج کل بغداد کی انسٹی ٹیوٹ آف فائن آرٹس میں فن خطاطی کے پروفیسر ہیں) ۔

خط نسخ مصر میں

مصر میں عربی خط عہد فاروق میں پہنچا تھا ۔ مصر مشرق و مغربی اسلامی ممالک کے درمیان ایک اہم مرکز رابطہ تھا جس کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ عالم اسلام میں خط عربی نے جو بھی مقبول و ہردل عزیز شکل اختیار کی ، مصر کے خطاطوں نے اسے اختیار کر لیا ۔

مصر میں فاطمی خلافت کے قیام سے پہلے کے دور میں مصری خطاطوں میں طبطب کاتب احمد بن طولون اور شراشیر المصری کے نام معروف ہیں ۔ فاطمی خلفاء سیاست کی طرح ثقافت میں بھی خلافت بغداد کے حریف و رقیب تھے ۔ بغداد کو خطاطی کا مرکز بنتے دیکھ کر انھوں نے بھی خطاطی کی سرپرستی کی ۔ اس سرپرستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد کی طرح فسطاط اور قاہرہ بھی جلد خطاطی کے مشہور مرکز بن گئے ۔ بعض فاطمی خلفاء خود بھی اچھے خطاط تھے ۔

فاطمیوں کے بعد مملوکوں کے دور میں بھی مصر میں بڑے مشہور خطاط پیدا ہوئے جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں :

شیخ شمس الدین بن علی الزفتاوی ، احمد العلقشدی ، صبح الاعشر (یہ دونوں ولی عجمی کے واسطے سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ یاقوت موصلی کے تلامذہ تھے) شیخ زین الدین شعبان بن داؤد الاماری (جس نے سب سے پہلے خطاطوں کے لیے اجازہ یا سند کا رواج ڈالا)

اور عبدالرحمٰن ابن الصایخ ۔

سلیم اول کے زمانے میں جب مصر سلطنتِ عثمانیہ کا ایک حصہ بن گیا تو مصر کے مشہور خطاطوں نے بھی ترکیہ کا رخ کیا اور ترکیہ میں خطاطی کے عروج کا سبب بنے ۔ گزشتہ صدی میں جب محمد علی پاشا مصر پہنچا تو اس نے ترکیہ کے بعض مشہور خطاطوں کو بھی اپنے ہاں ملازم رکھا ۔ ان سے زیادہ تر عمارات پر کتبے لکھوانے کا کام لیا جاتا تھا ۔

خدیو اسماعیل نے خطاطی کی مزید قدر دانی و سرپرستی کی ۔ اس نے ترکیہ کے مشہور خطاط عبداللہ الزهدی کو مدرسۂ خدیویہ میں مدرس مقرر کیا ۔ احمد فوادالاول نے 1921ء میں ترکیہ کے مشہور عالم خطاط عبدالعزیز الرفاعی کو اپنے لیے ایک مصحف لکھنے پر مامور کیا ۔ رفاعی نے چھ ماہ میں اس قرآن مجید کی کتابت مکمل کی اور مزید آٹھ ماہ اس کی نقاشی اور تذہیب پر صرف ہوئے اور اس طرح چودہ ماہ میں یہ عجوبۂ روزگار نسخہ تیار ہؤا ۔ اس فوادالاول نے اکتوبر 1922 ء میں مدرسۂ تحسین الخطوط الملکیہ کھولا اور اس کا صدر مدرس عبدالعزیز الرفاعی ہی کو مقرر کیا ۔ ان کے علاوہ الحاج احمد الکامل ، محمد مونس آفندی زادہ اور معمار زادہ محمد علی الخطاط المزخرف بھی اس مدرسہ میں خطاطی اور تذہیب کی تعلیم دیتے تھے ۔

جب ترکیہ نے لاطینی رسم الخط اختیار کر لیا تو ترکیہ کے متعدد فن کار خطاط بیکار ہو کر مصر پہنچے ۔ ترکیہ سے ہجرت کرکے مصر میں آنے والے خطاطوں میں سے یہ نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں :

حسین آفندی ، رضوان آفندی ، سعد آفندی ابراہیم ، فواد آفندی ،
خالد ارض رومی ، محمد آفندی حلبی اور محمد آفندی مزروق ۔

ان میں سے اکثر نے قاہرہ ، سکندریہ اور منصورہ میں تعلیم خط کے شبینہ مدرسے کھول لیے۔ اس طرح ترکوں نے سلیم اول کے زمانے میں مصریوں سے جو فن سیکھا تھا ۔ تقریباً 40 سال بعد پھر وہی فن مصر والوں کو سکھایا ۔ اس طرح

یہ خطاط مصر میں فن خطاطی اور خصوصاً نسخ و ثلث کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے۔

ترک خطاطوں کے مصری تلامذہ میں سے محمد جعفر، محمد اجمل احمد عفیفی، علی ابراہیم، عبدالفتاح خلیفہ، محمد علی مکلاوی، نجیب ہواوینی، محمد محفوظ، علی بدوی اور شیخ حسین حسنی نے بہت نام پایا ہے۔ ان میں سے یوسف آفندی خاص طور پر مصر میں خطِ کوفی کے احیاء کے لیے مشہور ہیں۔

خط نسخ جزیرہ نمائے عرب میں

جزیرہ نمائے عرب اور شام و لبنان وغیرہ میں اس وقت جو مشہور خطاط موجود ہیں، وہ سب ترکیہ اور مصر کے خطاط اساتذہ کے شاگرد ہیں حجاز کے موجودہ مشہور کاتبوں میں سے الشیخ حلمی، شیخ سلیمان غزوی، رشید سنبل، عبدالقادر شلبی کے علاوہ محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ طاہر کردی نے ہی مصحفِ مکہ مکرمہ کی کتابت کی ہے جو حکومت سعودی عربیہ کا پہلا مطبوعہ قرآن مجید ہے۔

خط نسخ افریقہ و اُندلس میں

تیسری صدی ہجری سے پہلے تک مصر سے مغرب کی طرف کے افریقی ممالک میں بھی خط کوفی متعارف تھا۔ افریقہ و اندلس میں خط نے ایک مخصوص و ممتاز صورت میں ارتقاء کی منزلیں طے کیں جسے مجموعی طور پر خط مغربی کہا جاتا ہے۔ جو خط کوفی کی بجائے خط نسخ سے زیادہ مشابہ ہے۔ غالباً تیسری یا چوتھی صدی ہجری میں قیروان میں(جو 50ھ میں آباد ہوا تھا) موجودہ مغربی خط کی بنیاد پڑی۔ جب تک قیروان بنو اغلب کا صدر مقام اور شمالی افریقہ کی تہذیب و ثقافت کا مرکز رہا، یہ خط بھی قیروانی خط کہلاتا رہا۔ بعد میں اسے خط مغربی کہا جانے لگا۔ آندلس میں ایک خاص قسم کا خط ایجاد ہوا جسے آندلسی یا قرطبی خط کہتے ہیں۔ الحمراء کے کتبات خط کوفی اور اندلسی نسخ دونوں میں ہیں۔

تونس اور الجزائر کا خط ہمارے ہاں کے خط نسخ سے بہت مشابہ ہے،

البتہ مراکش کا خط زیادہ مختلف ہے ۔ 610 ہجری میں ٹمبکٹو کا شہر آباد ہوا جو وسطی افریقہ میں اسلامی حکومت کا مرکز تھا ۔ قاہرہ ، بغداد اور قرطبہ کی طرح ٹمبکٹو بھی بہت جلد اسلامی ثقافت کا چوتھا مرکز بن گیا ۔ بارھویں صدی ہجری تک اس شہر کی اہمیت مسلمہ تھی ۔ یہیں عربی خط کی وہ قسم پروان چڑھی جسے ٹمبکٹی یا سوڈانی خط کہاجاتا ہے۔ نائیجیریا اورگنی میں یہی خط کتابت مصاحف کے لیے مستعمل ہے ۔ اس خط کی ذرا مختلف شکل سوڈان اور حبشہ کے مسلمانوں میں رائج ہے ۔

اس طرح اسلام کے ساتھ ساتھ عربی خط بھی دنیا کے ہر اس ملک میں متعارف ہوا جہاں مسلمانوں کے قدم پہنچے ۔ خط کی تحسین و تجوید اور ایجاد و اختراع کے مراکز بیشتر عراق ، ایران ، ترکیہ اور مصر ہی رہے مگر ان مراکز سے نکلنے والا ہر خط کم و بیش دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک میں پھیل گیا ۔ مگر عالم اسلام میں خط نسخ نے ہی سب خطوں سے زیادہ رواج پایا ۔

افریقہ ، ایشیا اور یورپ کے اکثر مسلمان آبادی والے ملکوں نےاپنی زبانوں کے لیےبھی عربی حروف بخط نسخ اپنا لیے ۔ ان ملکوں میں بربر ، سوڈان، حبشہ ، صومالیہ ، زنجبار، ملاغاسے (مڈغاسکر)، نائجیریا ، گنی ، ایران ، ترکیہ ، آذر بائیجان، ترکستان ، افغانستان ، بر صغیر پاک و ہند ، ملایا ، چین ، انڈونیشیا ، صقلیہ ، (سلی) اطالیہ ، البانیہ اور جزیرہ نمائے بلقان شامل ہیں ۔ اگرچہ ہر زبان کی صوتی ضروریات کے تحت حروف کی علامات اور ترتیب و تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی لیکن ان میں سے بعض ملکوں مثلاً ایران اور برصغیر پاک و ہند نے مقامی زبانوں کے لیے عربی حروف خط نستعلیق کے ساتھ اختیار کیے ۔ مگر ان ملکوں میں بھی قرآن مجید اور دینی کتابوں کے لیے خط نسخ ہی استعمال ہوتا رہا ۔

روزمرہ کی عام علمی ضروریات کے علاوہ خالص آرائشی مقاصد کے لیے بھی خط نسخ کی ایجاد کے بعد کوئی خط اس کے مقابلے پر نہیں ٹھہر سکا ۔ فن کاروں نے اس خط میں زیادہ سے زیادہ صنائع پیدا کیں مثلاً خط گلزار ، خط غبار ، خط ناخون ، خط لرزاں ، خط بہار ، خط ماہی ، خط تواماں ، خط طغراء

وغیرہ ایجاد کیے ۔ مگر یہ سب خط محض تخیل کی پیداوار تھے اسی لیے مفید ثابت نہیں ہوئے ۔ انتہائی ارائشی رجحان بھی خط کے لیے مہلک ثابت ہوتا ہے ۔ جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ، یہی رجحان خط کوفی کے زوال کا باعث تھا ۔ صرف خط نستعلیق ہی ایک ایسا خط ہے جو اپنی خوبصورتی اور افادیت کے باعث گزشتہ چار سو سال سے خط نسخ کے مقابلے پر قائم رہا ہے اگرچہ قرآن مجید کی کتابت کے لیے اختیار کیے جانے کا اعزاز ہر جگہ صرف اور صرف خط نسخ ہی کو حاصل رہا ہے ۔

خط نسخ موجودہ زمانے میں

موجودہ زمانے میں طباعت اور ٹائپ کی ایجاد نے ایک دفعہ پھر خط نسخ کی برتری کا ثبوت مہیا کر دیا ہے ۔ خط نسخ میں بیسیوں قسم کے خوبصورت ٹائپ ڈھالے جا چکے ہیں اور غالباً جتنی مختلف صورتیں گزشتہ کئی صدیوں میں مختلف ملکوں میں خط نسخ نے اختیار کی تھیں ، ان سے کہیں زیادہ صورتیں اور نمونے خط نسخ کے موجودہ ٹائپ سے وجود میں آ چکے ہیں ، اور اس سے کہیں زیادہ نمونوں میں ڈھلنے کی صلاحیت اس خط میں موجود ہے ۔ دور حاضر کی طباعت کی حیرت‌انگیز تیزی کا ساتھ عربی حروف میں اگر کوئی خط دے سکتا ہے تو وہ نسخ ہی ہے ۔ عربی حروف کے سکڑنے ، پھیلنے ، مڑنے ، ڈھلنے ، ابھرنے اور دبنے وغیرہ کی حیران کن صلاحیت کو جس حسین اور مفید طریقے پر خط نسخ کے قواعد میں ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ اس سے دوسرے خط محروم ہیں ۔ صرف خط نسخ ہی ایک ایسا خط ہے جو عربی خط کے بےشمار اقلام و اقسام میں سے افادیت و استعمال اور لطافت و جمال کا حسین امتزاج ثابت ہوا ہے ۔

اس کے ساتھ ہی طباعت کی ایجاد نے دوسرے علوم کی طرح خط نسخ کی تعلیم میں بھی بہت سی سہولتیں پیدا کر دی ہیں ۔ اگرچہ بعض قدیم اساتذہ نے بھی تعلیم خط پر بعض رسالے اور کتابیں لکھیں مگر ان میں دقت تھی کہ ایک وقت میں صرف ایک کتاب ایک استاد کا نمونۂ خط پیش کر سکتی تھی ۔ مگر اب طباعت

کی بدولت کسی ایک ملک کا آدمی دوسرے ملکوں کے خطاطوں کے فن اور ان کے طریقۂ ہائے تعلیم سے مستفید ہوسکتا ہے - گزشتہ پچاس ساٹھ برسوں میں ترکیہ، مصر ، حجاز ، عراق بلکہ برصغیر پاک و ہند میں بھی کئی خطاطوں نے خط نسخ کی مشق کے لیے خوشخطی کی مشقی کاپیاں شائع کیں اور تجربہ شاہد ہے کہ خط نستعلیق کے مقابلے میں خط نسخ پر نسبتاً کم وقت میں قدرت حاصل کی جا سکتی ہے -

خط نسخ کی ضرورت و اہمیت

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے 12 مئی 1964 ع کو کراچی میں آردو کالج کا سنگ بنیاد نصب کرتے ہوئے قوم کو اردو زبان کی تحریر اور طباعت کے مستقبل کی طرف توجہ دلائی ۔ انھوں نے فرمایا کہ اردو کی تحریر اور طباعت کے لیے خط نسخ اختیار کرنا قومی استحکام و سالمیت اور ملکی ترقی کے نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے بچوں کی ابتدائی تعلیم ہی حروف القرآن سے شروع ہوتی ہے لیکن بعد میں انھیں قومی زبان کو نستعلیق میں سیکھنا پڑتا ہے ۔ اگر نسخ کو جو کہ حروف القرآن ہی کا دوسرا نام ہے ، اختیار کر لیا جائے تو بچوں کو نستعلیق میں پڑھنا لکھنا سیکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی ۔ مزید براں بچوں کو اپنی تعلیم کے دوران جتنے رسم الخط سیکھنے پڑتے ہیں ۔ ان کی تعداد میں کم از کم ایک کی کمی ضرور ہو جائے گی ۔ انھوں نے مزید فرمایا کہ حروف القرآن اس وقت تمام ممالک عربیہ ، ایران اور جنوبی ایشیائی ممالک ۔ انڈونیشیا و ملائیشیا میں مستعمل ہیں ۔ اگر ہم اردو کے لیے حروف القرآن اختیار کر لیں تو اس طرح یقینی طور پر پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ کے درمیان روابط اور گہرے برادرانہ تعلقات مزید مستحکم ہو جائیں گے ۔

صدر پاکستان کے ارشادات کی اہمیت

رسم الخط کے موضوع پر صدر پاکستان کے ارشادات اس سے بہتر موقع پر منظر عام پر نہیں آ سکتے تھے کیوں کہ قوم کے دلوں میں یہ احساس پہلے ہی کروٹیں لے رہا ہے کہ ہماری قومی زبانوں کو دنیا کی انتہائی ترقی یافتہ زبانوں کی صف میں وہ مقام ملنا چاہیے جس کی یہ بجا طور پر مستحق ہیں ۔ اس غرض کے لیے اردو کو ترقی دینا از بس ضروری ہے اور رسم الخط کی تبدیلی یقیناً

اس رفتار ترقی کو تیز تر کرنے کا موجب بنے گی ۔

کمیشن برائے قومی تعلیم نے اپنی رپورٹ میں کسی زبان کے رسم الخط کی اہمیت جتاتے ہوئے ان الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے :

"مقابلہ و مسابقہ کی دنیا میں جہاں ترقی و خوشحالی کا دار و مدار تعلیم کی وسیع اشاعت اور فنی ماہرین کی ایک کثیر تعداد کی موجودگی پر ہے اور جہاں علم کی حدود وسیع اور اس کی پیچیدگیوں میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے ، مطبوعہ صورت میں جدید ترین علوم تک بہ سہولت دسترس کا مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کر جاتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی زبان کا طباعتی رسم الخط ایسا ہونا چاہیے جس میں جہاں تک ممکن ہو کم سے کم فنی مشکلات پیش آئیں ، تاکہ کم خرچ پر ، تیز رفتاری سے اور بہ حسن و خوبی کتب و رسائل کی اشاعت ہو سکے ۔ مزید براں ہر ملک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے علوم ، ادب عالیہ اور زبان بیرون ملک ہر ممکنہ سہولت سے خود کو آشنا کرا سکیں ۔ انھیں وجوہات کی بنا پر رسم الخط کا مسئلہ ہر ملک کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے "۔

ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل اور ملک کی رفتار ترقی کو تیز تر کرنے میں تشہیر و ابلاغ کے ذرائع ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ مطبوعہ مواد ان ذرائع میں سے اہم ترین ذریعۂ ابلاغ ہے جو خیالات و نظریات کی اشاعت و توسیع اور قومی تصورات میں عملی رنگ بھرنے کے لیے ایک مؤثر ترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے ۔ مطبوعہ مواد کی تیز رفتار تیاری اور تشہیر و اشاعت کا انحصار بہت کچھ زبان کے رسم الخط پر ہے ۔ کوئی بھی جان دار ، ترقی پسند اور ترقی پذیر معاشرہ اپنے وسائل تشہیر و ابلاغ کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے سے غافل نہیں ہو سکتا ۔

خط نستعلیق میں فنی جمال بدرجۂ اتم موجود ہے لیکن بدقسمتی سے یہ رسم الخط مطبوعہ مواد کی وسیع پیمانے پر تیاری کے لیے موزوں نہیں ۔ کاتبوں

کو گھنٹوں مصروف رہ کر کتابت کرنا پڑتی ہے تب کہیں جا کر مواد طباعت کے لیے تیار ہوتا ہے ۔ کاتبوں کی تحریر کردہ کاپیوں اور پھر پلیٹوں پر غلطیوں کی اصلاح ، حذف اور اضافے کا عمل بڑا پریشان کن ثابت ہوتا ہے اور کافی وقت اور توانائی محض اس کی نذر ہو جاتی ہے ۔ اس کے مقابلے میں نسخ ٹائپ میں اردو بڑی حد تک ان نقائص سے مبرا ہے ۔

جیسے کہ صدر پاکستان نے فرمایا ہے ۔ بچے اوائل عمر ہی میں قرآن مجید پڑھنا سیکھنے لگتے ہیں ۔ قرآن مجید کے پڑھنے میں استاد، والدین اور بچے کو مہارت اور مشق بہم پہنچاتے ہیں ۔ اس سے اردو زبان کی تعلیم و تدریس میں فائدہ اسی صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے جب کہ اردو زبان کی تحریر اور طباعت کے لیے بھی حروف القرآن کو اختیار کر لیا جائے ۔

ہماری دوسری قومی زبان یعنی بنگالی کو بغیر کسی خاص دشواری کے اور علامات میں محض معمولی اضافے کے بعد حروف القرآن میں تحریر اور طبع کیا جا سکتا ہے ۔ اگر بنگلہ زبان حروف القران میں تحریر و طبع ہونے لگے ، تو مغربی پاکستان کے لوگ بڑی آسانی سے بنگلہ سیکھنے پر قادر ہو سکیں گے ۔ اس طرح ان کی رسائی بنگلہ ادب کے عظیم خزانوں تک بھی ہو سکے گی اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے دونوں بازوؤں میں اتحاد و موافقت کے رشتے اور مضبوط ہو جائیں گے ۔ تاہم یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا حل تلاش کرنا ہم اپنے مشرق پاکستانی بھائیوں کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں ۔

یہاں ایران کی مثال پیش کرنا دل چسپی اور افادیت سے خالی نہ ہو گا ۔ خط نستعلیق نے سر زمین ایران میں جنم لیا اور ایرانی خطاطوں نے ہی اسے کمال فن کی معراج تک پہنچایا ۔ لیکن حالات کے زبردست دھارے نے خود ایران والوں کو بھی مجبور کر دیا کہ وہ خط نسخ اختیار کریں ۔ تحریر و طباعت کے لیے خط نستعلیق کی بجائے خط نسخ اختیار کر لینے سے انھیں متعدد فوائد حاصل ہوئے ۔ کتب و رسائل ، اخبارات اور دیگر تحریری مواد کی رفتار اشاعت میں بڑی تیزی سے اضافہ ہؤا ۔ جس سے ملک میں اشاعت تعلیم کی رفتار تیز کرنے میں

مدد ملی ۔ اس کا نتیجہ ملک میں علوم و فنون کی وسیع اشاعت کی صورت میں برآمد ہؤا ۔

اردو کی تحریر و طباعت میں خط نسخ اختیار کرنے کی ایک اور اہم وجہ یہ بھی ہے ۔ پاکستان کی کئی علاقائی زبانیں مثلاً سندھی ، بلوچی اور پشتو نسخ رسم‌الخط میں ہی لکھی جاتی ہیں ۔ اردو کے لیے بھی اگر خط نسخ ہی اختیار کر لیا جائے تو اس سے وحدت مغربی پاکستان کے استحکام میں مزید مدد ملے گی۔

خط نسخ کیوں ضروری ھے ؟

یہ صحیح ہے کہ ایک مدت سے ہمارے ملک میں تحریر و طباعت کا سارا کام نستعلیق ہی میں ہو رہا ہے ۔ لیکن مختلف امور اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم نوشتۂ دیوار کو پہچانتے ہوئے خط نستعلیق کو خیرباد کہہ کر اردو کی تحریر و طباعت کے لیے خط نسخ کو اختیار کر لیں ۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حقائق و دلائل کا مطالعہ دل چسپی و افادیت سے خالی نہ ہوگا ۔

1 ۔ زبان کی ترقی کے لیے رسم الخط کا سریع‌العمل ہونا ضروری ہے تاکہ اشاعت و طباعت میں سہولت ہو اور یہ امر کسی ثبوت کا محتاج نہیں کہ نستعلیق کی نسبت خط نسخ اس خوبی کا زیادہ حامل ہے ۔ نستعلیق کی نسبت خط نسخ پر کم وقت میں قدرت حاصل کی جا سکتی ہے ۔

2 ۔ دفتری اور کاروباری ضروریات اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ ٹائپ مشین اردو میں موجود ہو تاکہ ضروری مواد کی نقول مطلوبہ تعداد میں جلد سے جلد مہیا ہو سکیں اور یہ ضرورت خط نسخ ہی پوری کر سکتا ہے ۔

3 ۔ موجودہ لیتھو گرافک پریس کا طریق کار اس قدر پیچیدہ اور دیر طلب ہے کہ اس سے ہماری ضروریات پوری نہیں ہوتیں ۔ طباعت کے لیے نسخ ٹائپ اختیار کرنے سے یہ تمام پیچیدگیاں دور ہو جاتی ہیں ۔

4 ۔ جیسے کہ اوپر مذکور ہوا ہمارے ملک کی بعض علاقائی زبانیں سندھی ، پشتو ، بلوچی وغیرہ خط نسخ میں لکھی جاتی ہیں ۔ اس لیے آردو کے لیے خط نسخ اختیار کر لینے سے علاقائی یک جہتی کے فروغ میں بیش بہا مدد ملے گی ۔

5 ۔ اکثر اسلامی ممالک میں خط نسخ رائج ہے ۔ ان ممالک میں رائج بیشتر زبانیں اسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں ۔ اس لیے اتحاد اسلامی کے نقطۂ نظر سے بھی آردو کے لیے خط نسخ اختیار کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ وقت کا ایک اہم تقاضا ٹھہرتا ہے ۔

6 ۔ خط نستعلیق فنی حسن و کمال کے لحاظ سے ایک ارفع مقام کا حامل ہے مگر اس کے لطیف فن کارانہ شوشوں اور گوشوں نے طلبہ کے لیے املاء کے بہت سے مسائل پیدا کر دیے ہیں ۔ دوسری طرف یہ موجودہ طباعتی و اشاعتی دور کا ساتھ دینے سے قاصر ہے کیوں کہ نستعلیق کے نفیس دائرے ، گوشے اور شوشے ٹائپ کے فولادی بار کو برداشت نہیں کر سکتے ۔

یہ حقائق و دلائل اس امر کے مقتضی ہیں کہ ہم بلا تاخیر اپنی دونوں قومی زبانوں آردو اور بنگلہ کے لیے خط نسخ اختیار کر لیں تاکہ ہمارے گوناگوں لسانی مسائل حل ہو سکیں اور قوم میں جذبۂ اتحاد پروان چڑھے ۔

خط نسخ اختیار کرنے کی اہمیت

سطور بالا سے ان فوائد کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے جو خط نسخ اختیار کرنے کے بعد ملک و قوم اور خود آردو زبان کو پہنچ سکتے ہیں ۔ لیکن ضروری ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ترویج خط نسخ کی اہمیت کا جائزہ بھی زیادہ تفصیل سے لیا جائے ۔

1 ۔ خط نستعلیق کو ترک کرکے آردو کے لیے خط نسخ اختیار کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوگا کہ ہم آردو کے لیے کوئی نیا خط اختیار کر

رہے ہیں ۔ خط نسخ ہمارے لیے کوئی نیا خط نہیں ۔ ہماری مقدس ترین کتاب قرآن مجید اسی خط میں لکھی جاتی ہے اور مسلمان بچے اپنی تعلیم کا آغاز انہی حروف کی شناخت سے کرتے ہیں ۔ اس خط میں پہلے سے ہی ہمارا کثیر ادبی سرمایہ موجود ہے ۔ اور پھر نسخ اور نستعلیق میں ایک دوسرے سے کافی مشابہت بھی موجود ہے کیوں کہ موخرالذکر اول الذکر ہی کی ارتقا یافتہ صورت ہے ۔ لہٰذا خط کی تبدیلی سے اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں کہ رسم الخط بدل جانے کے بعد نئی نسل اپنے قدیم علمی و ادبی سرمایے سے رشتہ منقطع کر بیٹھے گی ۔

2 ۔ چوں کہ قرآن مجید خط نسخ ہی میں لکھا جاتا ہے ، اس لیے ہر مسلمان کے دل میں اس خط کا احترام موجود ہے ۔ اس جذباتی عقیدت و احترام کا تعمیری پہلو یہ ہے کہ خط نسخ تعلیم کی عام اشاعت اور بالخصوص تعلیم بالغاں کی ترقی و ترویج میں معاون ہوگا ۔ آپ کسی ساٹھ ستر سالہ بوڑھے دیہاتی کو بھی عربی خط کی تعلیم دیں گے تو وہ اسے سرمایۂ آخرت جانتے ہوئے بڑے ذوق و شوق سے پڑھنے پر آمادہ ہو جائے گا ۔

3 ۔ مسلمان بچوں کو عام طور سے پہلے مسجدوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں وہ یسرناالقرآن یا بغدادی قاعدے کی مدد سے نسخ سے شناسائی حاصل کرتے ہیں ۔ ان میں سے جن بچوں کو عام مدارس میں جانے کا موقع نہیں ملتا ، اُن کی یہ ساری محنت صرف ناظرہ قرآن خوانی تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے کیوں کہ تمام علمی کتب نستعلیق میں ہیں ۔ اگر عام کتابوں کے لیے بھی نستعلیق کی بجائے نسخ اختیار کر لیا جائے تو ان بچوں کی یہ مہارت ان کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہوگی ۔ وہ عام کتابیں بھی پڑھ سکیں گے اور اس طرح شرح خواندگی میں معتدبہ اضافہ ہوگا ۔

4 ۔ مغربی پاکستان میں اُردو کے علاوہ چار علاقائی زبانیں موجود ہیں ۔ پنجابی ، سندھی ، بلوچی اور پشتو ۔ ان میں سے صرف پنجابی کا رسم الخط اُردو کی طرح نستعلیق ہے ۔ باقی تینوں علاقائی زبانیں خط نسخ میں

لکھی جاتی ہیں - اگر پنجابی اور اردو کے لیے بھی خط نسخ رائج ہو جائے تو ان علاقائی زبانوں اور اردو کے درمیان جو خطی مغائرت ہے ، وہ دور ہو جائے گی - معمولی کوشش سے یہ زبانیں سیکھی جا سکتی ہیں - مزید برآں نسخ کو اپنانے کی راہ میں کسی قسم کا علاقائی تعصب بھی حائل نہیں ہوگا کیوں کہ نسخ سے ہر مسلمان کا دل وابستہ ہے - اس طرح اردو اور علاقائی زبانوں کے اختلاط کا فطری عمل رونما ہوگا اور ایک ایسی زبان ابھر آنے کے امکان پیدا ہو جائیں گے جو سب کی ہوگی -

5 - مشرقی پاکستان کی قومی زبان بنگلہ اور مغربی پاکستان کی قومی زبان اردو ہے - اگرچہ اردو اور بنگلہ کا ماخذ ایک ہی ہے لیکن بنگلہ پر سنسکرت کا اثر زیادہ رہا ہے - جب کہ اردو نے عربی اور فارسی کی آغوش میں تربیت پائی ہے - آج صورت حال یہ ہے کہ اردو کا رسم الخط نستعلیق ہے اور بنگلہ کا دیوناگری - اگر ان دونوں زبانوں کا رسم الخط نسخ ہو جائے تو دونوں صوبوں کا لسانی بعد بڑی آسانی سے دور ہو سکتا ہے - اس وقت ہمارے بچوں کو تین رسم الخط سیکھنے پڑھتے ہیں - اردو کے لیے نستعلیق ، قرآن خوانی کے لیے نسخ اور انگریزی کے لیے رومن - جب انہیں بنگلہ بھی لازمی طور پر پڑھنی پڑے گی تو چوتھا رسم الخط دیو ناگری بھی سیکھنا ہوگا - اسی طرح مشرق پاکستان والوں کو اردو کے لیے نستعلیق کی تربیت حاصل کرنا ہوگی - لیکن اگر دیوناگری اور نستعلیق کی جگہ نسخ کو اپنا لیا جائے تو یہ بوجھ آدھا رہ جاتا ہے اور اس میں کسی قسم کا تعصب بھی حائل نہیں کیوں کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان بھی قرآن خوانی کے لیے نسخ سے بخوبی واقف ہیں اور خط نسخ کے لیے عقیدت کے تقریباً وہی جذبات رکھتے ہیں جو مغربی پاکستان والوں کے دل میں ہیں -

6 ۔ خط نسخ کو فی الحقیقت اسلامی رسم الخط کا نام دنیا زیادہ موزوں ہے کیوں کہ اس وقت یہی خط پوری اسلامی دنیا میں رائج ہے ۔ اس لیے خط نسخ اسلامی اتحاد و یگانگت کا موثر ترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے ۔ اس طرح اردو دانوں کے لیے فارسی اور عربی کی تحصیل بھی آسان ہو جائے گی کیوں کہ ایک تو عربی اور فارسی کے بے شمار الفاظ اردو میں مستعمل ہیں دوسرے اردو حروف تہجی میں فارسی اور عربی کے تمام حروف موجود ہیں ، اس لیے جہاں تک تحریر کو پڑھنے کا تعلق ہے ، اردو خوان حضرات کو کسی قسم کی دقت در پیش نہیں ہوگی ۔

7 ۔ خط نسخ میں ٹائپ رائٹر اور طباعت کے حروف تیار ہو چکے ہیں اور اس ضمن میں جو رکاوٹیں خط نستعلیق کی وجہ سے حائل ہیں ، وہ دور ہو جائیں گی اور ہم بغیر کسی تاخیر کے خط نسخ کو اپنا سکیں گے ۔

اس امر سے یقیناً کسی فرد کو انکار نہیں ہو سکتا کہ خط نستعلیق جو اردو کا مروجہ رسم الخط ہے ، ایک انتہائی ارتقا یافتہ خط ہے جس کے فنی کمالات و محاسن بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے ۔ لیکن اپنی تمام خوبیوں کے با وصف خط نستعلیق جدید دور کی قومی ، ملکی اور علمی ضروریات پورا کرنے سے قاصر ہے کیوں کہ یہ خط دستی تحریر کا محتاج ہے اور اس کی طباعت کاتب کے دست خوش نویس کی مرہون منت ہونے کی وجہ سے وقت کی تیز رفتاری کا ساتھ نہیں دے سکتی ۔

موجودہ دور ٹائپ اور طباعت کا دور ہے ۔ ٹائپ کی حیثیت سے نستعلیق کی معذوری ایک امر ثابتہ ہے ۔ اس کی طباعت میں بھی ایک نقص یہ ہے کہ تحریری مواد کے ساتھ تصاویر و توضیحات کو شامل نہیں کیا جا سکتا جب کہ نسخ کی صورت میں تصویری بلاک بھی بآسانی شامل کیے جا سکتے ہیں ۔

اردو ہماری قومی زبان ہے ۔ ہماری آزادی اور انفرادیت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنی زبان کو ہمہ جہتی فروغ سے آشنا کریں ۔ دفتری ، کاروباری ، علمی و ادبی امور کی انجام دہی میں اپنی زبان کا سہارا لیں لیکن جب تک اردو کے مروجہ

خط نستعلیق کو ترک کرکے اس کی بجائے خط نسخ اختیار نہیں کیا جاتا ، آردو کی تدریج و اشاعت میں گوناگوں دشواریاں حائل رہیں گی اور اسے وہ مقام حاصل نہیں ہوگا جس کی یہ مستحق ہے اور جس کے لیے ہی خواہان آردو کوشاں ہیں -

لٰہذا ضروری ہے کہ جلد سے جلد آردو تحریر و طباعت کے لیے خط نستعلیق کی بجائے خط نسخ کو اختیار کیا جائے اور جیسے کہ آوپر کی سطور میں مذکور ہؤا ، خط نسخ ہمارے لیے کوئی نیا یا نامانوس خط نہیں بلکہ ہماری تاریخ ، تہذیب ، ثقافت اور مذہب کا امین ہے - یہ ہمیں کوئی سلسلہ منقطع ہوئے بغیر بطحا کی فضاؤں تک لے جاتا ہے اور نجی زندگی کا رابطہ ارشادات ربانی سے قائم کر دیتا ہے - اس لیے اسے اختیار کرنا جہاں ضرورت حالات اور تقاضائے وقت کے لحاظ سے اہم ہے ، وہیں اس کی مذہبی ضرورت و اہمیت بھی مسلمہ ہے -

---

بچے اور لکھائی

اکثر بچے سکول میں باقاعدہ طور پر داخلہ لینے سے پہلے ہی لکھنے کے لیے دلچسپی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی نہ کسی حد تک لکھائی کا مقصد بھی سمجھتے ہیں۔ تاہم اسکول میں داخل ہونے کے بعد ہی ان پر لکھائی کے جملہ مقاصد واضح ہوتے ہیں۔

لکھائی سیکھنے میں دلچسپی پہلے درجے میں ہی حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے۔ جب کہ استاد بچوں کو نہ صرف لکھنا سکھاتا ہے بلکہ ایسے مواقع بھی بہم پہنچاتا ہے۔ جن میں انہیں با مقصد نقل نویسی بھی کرنا ہوتی ہے۔ وہ بچوں کو نقل نویسی کی مشق کراکر ان کے خط کو صاف بناتا ہے۔ دوسرے اور تیسرے درجے میں پہنچ کر بچوں کی املا میں ایک نکھار اور حسن پیدا ہونے لگتا ہے۔

جوں جوں بچے اپنی ضرورتوں کے سلسلے میں تحریر سے کام لیتے ہیں۔ انھیں املا کی مختلف صورتوں کی مشق ہوتی جاتی ہے۔ یہ املا سیکھنے کا ایک عملی اور مقصدی طریق کار ہے۔ جس میں بچے محض خوش خطی کی مشق کرکے املا سیکھنے کی بجائے مفید، بامقصد اور کار آمد باتیں لکھ کر املا سیکھتے ہیں۔ بچے کی زندگی میں ایسے بے شمار مواقع آتے ہیں۔ جن میں وہ املا کی بامقصد مشق کرسکتا ہے۔ تاہم یہ مواقع سکول کے ان اوقات کی جگہ کبھی نہیں لے سکتے جو بچوں میں حروف کی بناوٹ اور املا کے دوسرے پہلوؤں سے واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے باقاعدہ اور بتدریج مشق کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ جب بچوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ املا اپنے مافی‌الضمیر کے اظہار کا اہم بلکہ اہم ترین ذریعہ ہے تو ضرورت ہے کہ وہ با ضابطہ مشق سے اس میں اور مہارت حاصل کریں۔

دوسری مہارتوں کی طرح خوش خطی اور املا کا انحصار بھی عضلاتی ارتباط پر ہے ۔ خوش خطی کی باقاعدہ مشق سے اس میں اور ترقی ہوتی ہے اور جب اسے نظرانداز کر دیا جاتا ہے تو اس کا معیار گر جاتا ہے ۔ لیکن بچوں کو لمبے وقفوں تک مسلسل خوش خطی اور املا کی مشق کرانا بھی غلط ہے ۔ اس طرح بچے تھک جاتے ہیں اور یہ مشق مؤثر ہونے کی بجائے غیر مؤثر بلکہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے کیوں کہ اس سے بچوں میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ اکتاہٹ محسوس کرنے کی وجہ سے بعض بچے خوش‌خطی اور املا میں دلچسپی لینا ہی چھوڑ دیں ۔

بچوں میں املا اورخوش خطی کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے مدرسے کے اوقات کار میں مناسب وقت مخصوص کیا جائے ۔ خط اور نقل نویسی یا املا کے لیے جس عبارت کا انتخاب کیا جائے وہ بامقصد اور سریع‌الفہم ہونے کے ساتھ متنوع بھی ہو ۔

لکھائی کے مقاصد

ابتدائی درجوں میں بچوں کو لکھنا سکھاتے اور خوش خطی کی مشق کراتے وقت مندرجہ ذیل مقاصد پیش نظر رکھے جانے چاہیں :

1 - بچوں میں خوش خطی کے لیے ایک رغبت پیدا کرنا اور اس کے لیے انہیں ایسی عبارت لکھانا جو ان کی مختلف ضروریات کو پورا کرے۔

2 - بچوں میں خوش خط لکھنے کی خواہش پیدا کرنا اور ان میں با مقصد مشق کی ضرورت کا احساس بھی پیدا کرنا۔

3 - بچوں کو خوش خطی کے دوران سامان نوشت کا صحیح استعمال سکھانا نیز انھیں بیٹھنے کا درست انداز بتانا۔

4 - بچوں کو اس قابل بنانا کہ وہ ایک معقول رفتار سے سہل اور صاف ستھری تحریر لکھنے پر قادر ہوسکیں۔

5 - بچوں میں یہ خواہش پیدا کرنا کہ وہ ہمیشہ خوش خط لکھیں۔

6 - بچوں میں اپنی خوش خطی کو مزید ترقی دینے کے لیے ہمہ وقت آمادہ رہنے کا احساس پیدا کرنا تاکہ وہ کسی وقت بھی اپنے خط تحریر سے مطمئن ہوکر مزید مشق کرنا ترک نہ کردیں بلکہ ہر وقت اپنی اصلاح و ترقی کے لیے کوشاں رہیں۔

لکھنے کے لیے آمادگی پیدا کرنا

درجہ اول کے تمام بچوں میں لکھنے کے لیے آمادگی یکساں طور پر نہیں ہوتی - کوئی بچہ لکھائی کے لیے زیادہ آمادہ ہوتا ہے ، کوئی کم اور کوئی بالکل نہیں ہوتا - گھریلو حالات اور ذہنی و جسمانی نشو و نما اس آمادگی کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں - بچے میں لکھائی کے لیے آمادگی کا پتہ چلانے کے لیے ذیل کے اُمور بڑی مدد دیتے ہیں -

1 - ذہنی اور بصری ارتباط -

2 - لکھنے میں بچے کی دلچسپی -

3 - بچے میں عام سمجھ بوجھ -

چوں کہ درجہ اول کے بچوں کو فوری طور پر لکھنے کی ضرورت کم ہوتی ہے - اس لیے ان کی تعلیم کے ابتدائی چند ہفتے دیگر ضروری تعلیم پر صرف کیے جانے چاہئیں - جب تک بچے اپنے خیالات کو زبان سے ادا کرنے پر قادر نہ ہوں اور وہ اُن حروف و الفاظ کو پڑھ سکنے کے قابل نہ ہوجائیں جنھیں وہ لکھنا چاہتے ہیں - اس وقت تک لکھنا سکھانا تعلیمی نقطہ نظر سے قطعاً درست نہیں -

اُستاد بچوں کو ایسے کھیل اور مشغلوں میں مصروف دیکھ کر ، جن میں عضلاتی ارتباط درکار ہوتا ہے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اُسے لکھائی سکھانے کا آغاز کس وقت کرنا چاہیے - کیوں کہ لکھنے کے لیے بچے میں عضلاتی ارتباط کا ہونا شرط اول ہے -

جب بچوں کو تختہ سیاہ یا چارٹوں پر لکھائی کے مختلف نمونے دکھائے جاتے ہیں تو وہ آہستہ آہستہ ان سے مانوس ہوجاتے ہیں - نیزجب بچے اساتذہ اور دوسری جماعتوں کے بچوں کو لکھائی کے ذریعے اپنے خیالات و احساسات کا اظہار کرتے

دیکھتے ہیں ، تو وہ بھی لکھائی کو کچھ نہ کچھ سمجھنے لگتے ہیں اور اسطرح خود آن میں یہ خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھنے کی کوشش کریں - درجہ اول کے آستاد کے لیے ضروری ہے کہ جونہی وہ بچوں میں لکھنا سیکھنے کے لیے کافی آمادگی محسوس کرے ، لکھائی کی تعلیم دینا شروع کر دے تاکہ بچوں کی طرف سے شروع ہونے والی کوششوں کی وجہ سے آن میں لکھائی کی غلط عادات پیدا نہ ہونے پائیں - اس مرحلے کے بعد لکھائی پر باقاعدہ توجہ دی جانی چاہیے -

سامان نوشت اور طرز نشست

سامان نوشت اور اس کا استعمال

صاف ستھرا لکھنے کا انحصار بہت کچھ سامان نوشت کی موزونیت اور صفائی پر ہے - مسلسل مشق کے علاوہ صحیح قسم کا سامان نوشت خوش خطی سیکھنے میں بہت کچھ مدد کرسکتا ہے - بلکہ سچ بات تو یہ ہے - کہ موزوں اور درست سامان کے بغیر خوش خطی مشکل بلکہ ناممکن ہے سامان نوشت کا درست استعمال بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنی درست سامان کی موجودگی -

قلم

دیسی قلم کی موزوں لمبائی عام طور پر "5 یا "6 ہوتی ہے - اور اس کا محیط (گولائی) اوسطاً ایک انچ - قلم کی زبان عام طور پر اتنی ہی لمبی ہوتی ہے جتنی اس کی گولائی - زبان کی گہرائی یا ڈھلان نوک تک بتدریج ہونی چاہیے - اس تدریجی گہرائی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قلم کمزور ہو کر ٹوٹتا نہیں - نسخ لکھنے کے لیے قلم کا قط عام قط سے قدرے ترچھا ہونا چاہیے - قط کے عین وسط میں شگاف ہو- قلم کے لیے عمدہ اور صحت مند سر کنڈہ یا کائی استعمال کی جائے- نم دار یا کچے سرکنڈے یا کائی سے قلم بنانا درست نہیں کیوں کہ اس کی نوک میں ریشے بن جاتے ہیں - جس سے خوش خط لکھنا مشکل ہوجاتا ہے -

قلم کی گرفت

قلم کو عین اس کی زبان سے اوپر انگوٹھے اور پہلی دو انگلیوں کے درمیان

اس طرح پکڑنا چاہیے کہ پہلی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان تقریباً بیضوی دائرہ بن جائے - اور زبان کا عین اوپر والا حصہ درمیانی انگلی کے سرے پر جم جائے اور باقی ماندہ قلم پہلی انگلی کے پچھلے بند کے ساتھ سہارا لیے ہوئے ہو - آخری دو انگلیاں تختی یا کاپی پر پڑی ہوئی ہوں - اور پہلی تین انگلیوں کو سہارا دیں - ڈیسک کی صورت میں باقی ماندہ ہاتھ کو تختے پر سہارا دینا بھی موزوں ہے - اگرچہ زبان سے اوپر قلم کو پکڑنا بھی درست ہے - لیکن اس صورت میں اس بات کا احتمال زیادہ ہے - کہ قلم کے قط کا رخ غلط ہوجائے - پہلی صورت میں قلم کے قط کا رخ آسانی سے تبدیل نہیں ہوتا -

دوات

دوات شیشے یا روغنی مٹی کی ہونی چاہیے - تاکہ پانی کم جذب کرے اور سیاہی دیر تک درست حالت میں رہ سکے - دوات جسامت کے اعتبار سے مختصر اور خوب صورت ہو - پیندا کافی بڑا ہو تاکہ اس کے الٹنے کا خطرہ کم ہو - تہ سے کناروں تک گہرائی ایک انچ ہونی چاہیے- صوف اور سیاہی نصف گہرائی تک ہو- اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ قلم کی گرفت ڈھیلی کیے بغیر اسے سیاہی میں ڈبویا جاسکتا ہے - نیز زبان کا اوپر کا حصہ سیاہی آلود نہیں ہوتا - دوات کا ڈھکنا مضبوط ہو تاکہ سیاہی کے گرنے اور بستے وغیرہ کے خراب ہونے کا امکان کم ہوجائے - صوف کے طور پر جو کپڑا استعمال کیا جائے وہ بغیر کلف کے ہونا چاہیے- پہلے وقتوں میں ریشم کو بطور صوف استعمال کیا کرتے تھے - اس کی دو وجوہ ہیں - ایک تو اس میں ریشہ کم ہوتا ہے - دوسرے ریشم سیاہی خوب جذب کرتا ہے -

تختی

تختی کا موزوں سائز "15 × "7 ہے - اس کے ایک طرف دستی ہونی چاہیے- دستی لکھنے والے کے بائیں ہاتھ ہوتی ہے - تختی جس لکڑی سے بنائی جائے ضروری ہے

کہ وہ لکڑی ہلکی اور سفید ہو - اس میں ریشے اور گانٹھیں نہ ہوں - تختی کی سطح خوب ملائم اور ہموار ہو - دھونے کے بعد تختی پر تھوڑی سی سفید چکنی مٹی (گاچنی) کو صفائی سے پھیلا دینا ضروری ہے - تختی کو ہمیشہ سائے میں خشک کیا جائے - دھوپ میں بار بار خشک کرنے سے تختی پھٹ جاتی ہے - جب یہ اچھی طرح سے خشک ہو جائے - تو اس کی دونوں سطحوں کو کپڑے سے مل کر صاف کرلیا جائے -

چوں کہ بچوں کی لکھائی میں حروف کی اوسط اونچائی $\frac{3}{4}''$ سے زیادہ نہیں ہوتی - اس لیے $\frac{3}{4}''$ کے فاصلے پر چار چار لکیریں لگادی جائیں - ہر چار لکیروں کے بعد انچ سوا انچ کا فاصلہ ہونا چاہیے -

کاپی

کاپی خریدتے وقت بخوبی دیکھ لیا جائے کہ اس کا کاغذ کافی دبیز اور چکنا ہے - کاپی میں جاذب کا ہونا ضروری ہے - نیز بغیر ڈیسک سے کاپی کا استعمال درست نہیں -

تختہ سیاہ

ترقی یافتہ ملکوں کے ابتدائی مدارس میں لکھنا سکھانے کے لیے تختہ سیاہ کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے - یہ استاد کے نمونہ پیش کرنے اور بچوں کی مشق کے لیے یکساں طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے - لکھنا سیکھنے کے ابتدائی مرحلوں میں نیز معالجاتی مشق کے لیے تختہ سیاہ کا استعمال بڑا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے - بہتر ہے کہ بچوں کے لیے الگ اور چھوٹے تختہ سیاہ ہوں - $1\frac{1}{2}' \times 2'$ کے تختہ سیاہ ان کے لیے نہایت موزوں ہیں - یہ تختہ سیاہ دیواری نہیں ہونے چاہیں - بہتر ہوگا کہ یہ متحرک ہوں - اور اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر حرکت کرسکیں تا کہ زمین سے ان کی بلندی بچے کے قد و قامت کی نسبت سے متعین کرنے میں آسانی رہے -

چاک کا استعمال

تختہ سیاہ پر استعمال ہونے والے چاک کی گرفت قلم سے کچھ مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی تشریح یہاں از بس ضروری معلوم ہوتی ہے۔ چاک کو بھی انگوٹھے اور پہلی دو انگلیوں کے درمیان پکڑا جاتا ہے۔ مگر اس کی گرفت قلم سے بہت کچھ مختلف ہوتی ہے۔ چاک کا سرا انگوٹھے اور پہلی دو انگلیوں کے درمیان پکڑتے ہوئے اس کو ہتھیلی کے تلے یا بالمقابل رکھنا پڑتا ہے۔ اور باقی ماندہ انگلیوں کو یا ہاتھ کو تختہ پر سہارا بھی نہیں دیا جاتا۔

نشست گاہ اور طرز نشست

لکھائی کے مذکورہ لوازمات کے علاوہ نشست‌گاہ بھی ایک ضروری چیز ہے۔ نشست‌گاہ میں روشنی بچوں کی پشت یا بائیں جانب سے آنی چاہیے۔ بچوں کو تختہ سیاہ کے بالمقابل اس طرح قطاروں میں بٹھانا چاہیے کہ وہ ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر ہوں تاکہ وہ ایک دوسرے کی حرکت میں مزاحم نہ ہوں۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ مناسب ہو تاکہ مدرس بغرض اصلاح آسانی سے چل پھر سکے۔ بچوں کو قد وار بٹھایا جائے تاکہ انہیں تختہ سیاہ آسانی سے نظر آسکے۔ جن بچوں کی سماعت یا بصارت کمزور ہو ان کو اگلی قطار میں بیٹھنے کی رعایت دینی چاہیے۔ اگر بچے ٹاٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ خود نمونہ دے کہ انہیں کیوں کر بیٹھنا چاہیے۔ مثلاً دائیں پاؤں کا ٹیکن دے کر سیدھا بیٹھ جائے اور بائیں گھٹنے کو کھڑا رکھتے ہوئے سینے کے مقابل رکھے۔ بایاں ہاتھ، بائیں ران کے متوازی تختی کے نیچے لے جاکر تختی کو اوپر کے کنارے سے مضبوط پکڑے اور حسب ضرورت تختی کو حرکت دے۔ دائیں ہاتھ میں قلم ہوگا اور دوات بھی دائیں ہاتھ پڑی ہوگی۔ نشست کا یہ طریق لازم تو نہیں مگر مستحسن ضرور ہے۔ بچہ بیٹھنے کا جو طریق اختیار کرے استاد کے لیے لازم ہے کہ اس بات کا اطمینان کر لے کہ اس حالت میں بچہ آرام و اطمینان سے بیٹھ سکتا ہے۔ جھکنے یا تختی کو آنکھوں کے قریب لے جانے سے بچوں کو باز رکھا جائے۔ اور

پشت گردن اور سر کو ایک سیدھ میں رکھنے کی تاکید بروقت کی جائے ۔ اگر موزوں ڈیسک یا بنچ میسر ہوں تو اس امر کا اطمینان کرلیا جائے کہ بچے آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور ان کے پاؤں زمین پر بخوبی ٹکے ہوئے ہیں ۔ ہر ایک بچے کی پشت سیدھی اور سر بالکل ریڑھ کی ہڈی کی سیدھ میں ہے ۔ اور بایاں ہاتھ آرام سے تختی پر رکھا ہوا ہے ۔ تاکہ حسب ضرورت تختی کو حرکت دے سکے۔ دائیں ہاتھ کے بالمقابل مناسبت سے دوات ڈیسک پر رکھی ہوئی ہو ۔

رہنمائی کے اصول

لکھنے کا عمل خاصا مشکل اور دیر طلب ہے ۔ اس سے پہلے کہ بچہ لکھنا سیکھے اس کے ہاتھ اور آنکھ کی کچھ نہ کچھ تربیت ضروری ہے ۔ اس عمل کو دیر سے شروع کرنے کی ایک وجہ یہ ہے ۔ کہ بچہ اس درمیانی عرصہ میں حروف و الفاظ کی صحیح اشکال اچھی طرح ذہن نشین کرلے ۔ تاکہ لکھنے کے دوران ان کے استحضار میں اسے دقت پیش نہ آئے ۔ بصورت دیگر ذہن اور ہاتھ کی عدم مطابقت اس کے لیے کئی ایک تعلیمی مسائل کا باعث بن جائے گی ۔ حروف اور الفاظ کی صحیح پہچان کے ساتھ استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ بھی معلوم کرے کہ بچہ کس ہاتھ سے لکھنے والا ہے ۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بچے دائیں ہاتھ کی بجائے اکثر کام بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں ۔ اور وہ اسی ہاتھ سے لکھنا بھی پسند کرتے ہیں ۔ اس امر کا جائزہ لینے کے لیے استاد مختلف طریق استعمال کرسکتا ہے ۔ جن کا مختصر ذکر اس کتابچے میں موزوں مقام پر کردیا گیا ہے ۔ لکھائی کے متعلق چند ضروری اصول حسب ذیل ہیں :

1 ۔ ابتدا میں لکھائی سکھانے کے لیے قلم کے استعمال سے اجتناب کیا جائے ۔ بچے کے اعصاب کو قلم کی گرفت کے قابل بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ابتدا میں ایسے فطری اور آسان طریقے اختیار کیے جائیں ۔ جن سے اس کے اعصاب کی نشو و نما ہوسکے ، طرز تحریر کی تربیت ہو نیز قلم سے لکھنے کے لیے رغبت پیدا ہو ۔ اس ضمن میں ذیل کے طریقے مفید نتائج کے حامل ہیں ۔

(ا) چکنی مٹی یا پلاسٹر آف پیرس سے حروف کے بڑے بڑے ماڈل بنا کر ان کی موزوں نمائش کرنا ۔

(ب) مذکورہ طریقے یا جلی قلم سے لکھے ہوئے حروف پر انگلی پھیرنا ۔

(ج) زمین پر چونے سے حروف بنانا ۔ بچوں کا ان حروف کے نشانات پر نالیاں کھودنا اور ان میں پانی بھرنا ۔

(د) گیلی مٹی سے نمونے کے حروف بنانا ۔

(ہ) ایک نقطہ ، دو نقطے ، ل ، ک جیسے آسان حروف کاغذ پر موٹے قلم سے لکھنا اور پھر قینچی سے انھیں کاٹنا ۔

(و) زمین یا ریت کے طشت پر انگلی سے لکھنا ۔

(ز) انگلی سے ہوا میں حروف بنانا ۔

2 ۔ لکھنا سکھانے کے ابتدائی اسباق بے حد مختصر اور سادہ ہوں ۔ لکھائی کے اسباق کے لیے استاد ایسے حروف کا انتخاب کرے ۔ جو بلحاظ شکل سادہ ہوں اور مشابہ بھی ۔ نیز وہ کثیرالاستعمال ہوں۔ حروف کی لکھائی کی منزل طے کرکے جب استاد الفاظ لکھنا سکھائے تو اس وقت بھی الفاظ کے انتخاب میں اسے مذکورہ طریق کار اختیار کرنا چاہیے ۔ گویا لکھائی کا عمل قدم بہ قدم اور آسان سے مشکل کی طرف ہونا چاہیے ۔

3 ۔ جب بچے حروف اور الفاظ کے لکھنے میں کافی مشق بہم پہنچالیں ۔ تو لکھنے کے لیے ایسے فقروں کا انتخاب کیا جائے ۔ جن میں ڈرامائی تاثر نمایاں ہو ۔ اس سے سبق میں دلچسپی بڑھ جائے گی ۔ نیز بچوں کو ایسے فقروں کا مفہوم سمجھنے میں چنداں دشواری پیش نہیں آئے گی ۔ مثلاً ''وہ دوڑا''

4 ۔ لکھنے کی مشق کے سلسلے میں ایک اور ضروری بات یہ بھی ہے کہ ایسے حروف و الفاظ کو لکھنے کے لیے کہا جائے۔ جو بچے اس سے قبل پڑھ چکے ہوں ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس امر کا لحاظ لکھنا بھی ضروری ہے ۔ کہ ہر وہ لفظ جو بچے پڑھ چکے ہیں وہ ان کے لیے آسان اور قابل فہم ہے ۔ ضروری نہیں وہ لکھنے میں بھی اتنا ہی آسان ہو جتنا پڑھتے وقت ۔ حروف و الفاظ کے انتخاب میں اس امر کی پوری پوری احتیاط ہونی چاہیے ۔

5 ـ لکھائی کے ابتدائی اسباق میں مدرس اس بات کا بغور جائزہ لیتا رہے ـ کہ بچے کسی حرف کو لکھتے وقت ہاتھ ، چاک یا قلم اٹھائے بغیر پورا کرلیتے ہیں ـ ایک ہی حروف کو دو یا تین حصوں میں الگ الگ کرکے لکھنے سے خط کی اصلاح و پختگی مشکل ہوجاتی ہے ـ

6 ـ ابتدا میں الفاظ کی املا کا انتخاب ایسا ہو جس میں مفرد حروف بالکل سالم اور مکمل شکل میں ہوں ـ مثلاً دس ـ رات ـ دن ـ وغیرہم ـ بعد میں حروف کی وہ شکلیں جو آسان ہوں ـ ان کی مشق موزوں الفاظ کے ذریعے کرائی جائے ـ

7 ـ استاد کی لکھائی کا نمونہ ایسا ہو کہ بچے حروف و الفاظ کی اشکال اور رموز کو بآسانی سمجھ سکیں ـ لکھائی کا ہر سبق از روئے انتخاب بہترین سبق ہو ـ مدرس کا طرز تحریر درست اور خط خوش نما ہو ـ

8 ـ نگرانی اور اصلاح کے وقت یہ امر ازبس ضروری ہے کہ مدرس کمال احتیاط صبر اور حوصلے سے کام لے ـ بچوں میں چوں کہ سیکھنے کی استعداد مختلف ہوتی ہے اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ استاد کے اچھے نمونے کے باوجود بچہ غلط لکھے ـ اس کی کئی ایک وجوہ ہوسکتی ہیں ـ ظاہر ہے کہ ان وجوہ کے کھوج لگانے اور ان کی اصلاح کے لیے استاد کو بڑی ہوش مندی اور صبر و سکون سے کام لینا ہوگا ـ لہٰذا ضروری ہے کہ اصلاح و نگرانی کے دوران مدرس انتہائی پرسکون اور برد بار ہو ـ

9 ـ لکھنا سکھانے کے لیے سمعی اور بصری اعانات بھی امید افزا نتائج پیدا کرسکتی ہیں ـ ماڈل ، چارٹوں اور سلپ کاپیوں کے ذریعے آنکھ پر ان حروف اور الفاظ کا تصور نسبتاً درست بیٹھتا ہے ـ اور یہ تصور ہاتھ اور اعصاب کی حرکت پر ایک مفید اثر کیے بغیر نہیں رہتا ـ

لکھائی کے طبعی اور نفسیاتی طریقے

لکھائی کی کماحقہ، تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ مخصوص طبعی اور نفسیاتی تقاضے مکمل طور پر پورے ہوں ۔

طبعی تقاضے

لکھائی کے لیے ماحول زیادہ سے زیادہ پسندیدہ ہونا ضروری ہے اس سلسلے میں حسب ذیل امور پیش نظر رہنے چاہییں :-

1 ۔ نشستوں اور ڈیسکوں کا انتخاب بچوں کی انفرادی ضروریات کے مطابق ہو ۔

2 ۔ ڈیسکوں کی بالائی سطح ہموار ہو اور انھیں کمرے میں اس ترتیب سے رکھا جائے کہ ہر بچے کو موزوں مقدار میں روشنی مہیا ہوسکے ۔ ڈیسکوں کی عدم موجودگی میں طرز نشست ایسی ہو کہ بچوں کو لکھتے وقت کسی قسم کی دشواری محسوس نہ ہو ۔

3 ۔ روشنی بچے کے کندھے کے پیچھے سے آنی چاہیے ۔ راست دست بچے کے لیے بائیں کندھے کے پیچھے سے اور چپ دست بچے کے لیے دائیں کندھے کے پیچھے سے ۔

4 ۔ لکھائی کے لیے کاغذ یا تختی صحیح حالت میں رکھی جائے ۔

5 ۔ تختہ سیاہ بچوں سے موزوں فاصلے پرہو اور فرشی نشست یا ڈیسکوں اور تختہ سیاہ کی باہمی ترتیب ایسی ہو کہ ہر بچے کو تختہ سیاہ پر تحریر شدہ عبارت صاف طور پر نظر آسکے ۔

6 ۔ بچے کے قلم پکڑنے کا انداز صحیح ہو ۔ قلم انگوٹھے اور انگشت شہادت کے درمیان تھاما جائے اور درمیانی انگلی پر ٹکا ہوا ہو ۔ قط کے قریب سے نہ پکڑا جائے اور اس کی لمبائی ہر بچے کی انفرادی

سہولت اور توازن کے لحاظ سے مناسب ہو۔

7 ۔ استاد بچے کو صحیح طریق نشست ذہن نشین کرائے۔

8 ۔ لکھائی کے گھنٹے غیر معمولی طور پر طویل نہ ہوں ۔

نفسیاتی تقاضے

خوش خطی اور رواں لکھائی کی کامیاب تعلیم میں اور اصلاح و ترقی کی غرض سے لکھائی کا عمل بعض ذہنی و نفسیاتی شرائط کے پورے ہونے کا طالب ہے ۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور پیش نظر رکھے جائیں :-

1 ۔ جب تک بچے کو اپنے عضلات پر مکمل اختیار حاصل نہ ہو جائے استاد کو اپنی نگرانی میں لکھائی کرانے کے گھنٹے مختصر رکھنے چاہییں یعنی وہ زیادہ طویل نہ ہوں ۔

2 ۔ ابتدائی مراحل پر جو مواد اور سامان لکھائی کے لیے بہم پہنچایا جائے اس کا سادہ لیکن بامقصد ہونا ضروری ہے ۔

3 ۔ تختہ سیاہ پر یا تختی پر بچوں کو نمونہ دینا ضروری ہے ۔

4 ۔ جو حروف سکھائے جا چکے ہوں ۔ ان کی ایک نشان زدہ فہرست استاد کے پاس موجود رہنی چاہیے اور جب بچوں کو نئے حروف سکھائے جائیں تو حسب ضرورت انہیں اس فہرست سے مدد بہم پہنچائی جائے استاد کو چاہیے کہ نئے اور پرانے حروف کے درمیان تعلق اور مشابہت واضع کرے ۔

5 ۔ بچے میں لکھائی کی اچھی عادات پیدا کرنے کے لیے استاد کو بچے کی انفرادی مشکلات اور ان کے حل پر مسلسل توجہ دینی چاہیے ۔

6 ۔ نقل نویسی کے منتخبہ عبارت ہمیشہ بامعنی بامقصد ہونی چاہیے ۔

لکھنا سکھانے میں استاد کا کردار

بچوں کو لکھنا سکھانے کے سلسلے میں استاد پر متعدد ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ۔ ان میں سے چند ایک ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں :

1 - بچوں میں مصنوعی انداز کی بجائے قدرتی انداز سے لکھنے کی تحریک پیدا کرنا ۔

2 - لکھائی کو بامقصد بنانے کے لیے عملی مواقع پر موزوں مواد سے استفادہ کرنا ۔

3 - بچوں میں مناسب جسمانی آمادگی ، لکھائی کے مقصد کے احساس و شعور ، کمرۂ جماعت کی حقیقی ضروریات اور لکھائی میں دل چسپی اور آمادگی کے دیگر آثار پیدا ہونے پر لکھائی کے نئے اسباق کا آغاز کرنا ۔

4 - بچوں کو اس قسم کی لکھائی سکھانا جو ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہو ۔

5 - لکھائی کی طرف رغبت دلانے کے لیے مختلف النوع ، موثر ، دل چسپ مواد اور طریقوں سے استفادہ کرنا ۔

6 - بچوں کو لکھائی کا عمدہ نمونہ دینے کے لیے خود صاف اور واضح لکھنا ۔

7 - بچوں میں آسانی سے پڑھی جا سکنے والی عبارت لکھنے کی اہمیت کا احساس پیدا کرنا اور اس ضمن میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا ۔

8 - اس بات پر توجہ دینا کہ بچے حروف اور اعداد کیسے لکھتے ہیں ۔

9 - بچوں کی لکھائی کے نمونوں کا تجزیہ کرنا اور لکھتے وقت ان کا

بہ غور مشاہدہ کرنا تاکہ ان کی خصوصی مشکلات معلوم ہوسکیں ۔

10 ۔ بچوں کے دل میں یہ احساس پیدا کرنا کہ لکھائی کی اچھی عادات اختیار کرنے کے لیے بڑوں کی ہو بہ ہو نقل کرنا اتنا ضروری نہیں ہے ۔ اس سے کہیں زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ہاتھوں اور انگلیوں پر غیر ضروری زور دیے بغیر آرام و سکون اور موزوں ذہنی ارتباط کے ساتھ لکھائی کی جائے ۔

11 ۔ لکھائی کی مشق کے لیے مختلف قسم کے مواقع فراہم کرنا اور بچے جو حروف ، پیوندات اور دیگر خاص طریقے سیکھیں ، انھیں با مقصد لکھائی میں استعمال کرانا ۔

12 ۔ بچوں کی لکھائی کا بہ غور مشاہدہ کرنے کے بعد ہر بچے کی انفرادی ضرورت و اہلیت کے مطابق انفرادی مشق کرانا ۔ ہمیشہ تمام جماعت کو مشق کرانے کی نسبت جہاں تک ممکن ہو ، بچوں کو فرداً فرداً یا چھوٹے گروپوں کی شکل میں مشق کرانا ۔

13 ۔ اس بات کا احساس کرنا کہ لکھائی کی تعلیم کے لیے محض لمبا چوڑا ساز و سامان یا مشق کے طویل گھنٹے ضروری نہیں ہیں ۔

14 ۔ بائیں ہاتھ سے لکھنے والے بچوں کے مسائل کو سمجھنا اور ان سے عہدہ برا ہونا ۔

15 ۔ دوسرے سکول سے آ کر داخلہ لینے والے طلبہ کے لیے خصوصی گنجائش رکھنا ۔ اس لیے کہ ایک سکول سے دوسرے سکول میں داخل ہونے والے بچے بسا اوقات لکھائی کے مسائل سے دوچار ہوتے ہیں ۔ بسا اوقات ایسے بچے کی لکھائی اپنے نئے ہم جماعتوں کی لکھائی سے مختلف ہوتی ہے ۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اُستاد بچے کو حسب ضرورت انفرادی توجہ اور امداد کے ذریعے باقی جماعت کے لکھائی کے معیار پر لے آئے ۔

یدویت کا امتحان اور چپ دست بچے

یدویت کا امتحان

روز مرہ کام کاج ، کھیل کود اور کھانا کھانے کی عادات کے مشاہدے سے اُستاد کو بچے کے متعلق یہ پتا چل سکتا ہے کہ بچہ چپ دست ہے یا راست دست اور یہ کہ وہ بالعموم کام کرنے میں اپنے دائیں ہاتھ کو ترجیح دیتا ہے یا بائیں کو ۔ اکثر بچوں میں کسی نہ کسی حد تک چپ دستی کا رجحان موجود ہوتا ہے ۔

چپ دستی کا رجحان رکھنے والے بچوں یا ایسے بچوں کے لیے جن کے متعلق استاد کو حتمی طور پر یہ یقین نہ ہو کہ وہ چپ دست ہیں یا راست دست ، ذیل کے سادہ امتحانات تجویز کیے جاتے ہیں ۔ اگر ان امتحانات کے نتائج صحیح طور پر درج کیے جائیں تو ہر ہاتھ کے نمبر جمع کرنے کے بعد بچے کے رجحان یدویت کا پتا چلایا جا سکتا ہے ۔ ان امتحانات کے لیے موقع محل ایسا ہونا چاہیے کہ بچے کے لیے اپنے کسی بھی ہاتھ سے کام کا آغاز کرنا بالکل سہل ہو ۔ بچہ کام کا آغاز جس ہاتھ کو ترجیح دے کر کرتا ہے ، اسے مشاہدہ کرنا انتہائی ضروری اور اہم ہے ۔ امتحانات کی صورت یہ ہے کہ بچے سے کہا جائے کہ وہ ان میں سے چند ایک کام کرے :

1 ۔ کسی بلند چیز کو پکڑے ۔

2 ۔ رسی کا گولہ لپیٹے ۔

3 ۔ چند میخیں ٹھونکے ۔

4 ۔ ایک ہاتھ سے گیند پھینک کر پکڑے ۔

5 - مختلف رنگوں کے کاغذات سے کترنیں کاٹے -
6 - دھاگے میں چند موتی یا تسبیح کے دانے پروئے -
7 - گیند پھینکے -
8 - بوتلوں پر پیچ دار ڈھکنا لگائے -

اگر استاد ان امتحانات کی بنا پر بچے کے عمل کے نتائج کو سامنے رکھے ، تو اسے بچے کے رجحان یدویت کا فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی اس سلسلے میں اگر وہ بچے کے والدین یا سرپرستوں سے بات چیت کرکے ان کا نقطۂ نظر بھی معلوم کر لے تو اور بھی اچھا ہے - اس تصدیق سے بچے کے دوسرے اساتذہ کو معلوم ہو جائے گا کہ بچہ چپ دست ہے یا راست دست اور وہ اس کے مطابق طرز عمل اختیار کر سکیں گے -

چپ دست بچے

جب کسی بچے کے متعلق یہ واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ اس میں چپ دستی کا رجحان نمایاں ہے تو ضروری ہے کہ اس کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا جائے وہ اسی رجحان کے مطابق ہو - اس کی نشست کا اہتمام ایسا ہونا چاہیے کہ اسے اپنے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے - اگر کمرے میں ڈیسکوں کی بجائے میز لگے ہیں تو ضروری ہے کہ چپ دست بچے کی نشست میز کے کونے کی طرف ہو جہاں دائیں ہاتھ سے لکھائی کرنے والے طالب علموں کے دائیں بازو اس کے بائیں ہاتھ کی راہ میں حائل نہ ہوں - اسی طرح روشنی اس کے دائیں شانے کے پیچھے سے کرنی چاہیے اور قلم کی گرفت موزوں ہو چپ دست بچے کی لکھائی کا جھکاؤ یکساں ہونا چاہیے خواہ اس جھکاؤ کا زاویہ کتنا ہی ہو - اکثر چپ دست بچے راست دست بچوں کی نسبت سست رفتار سے لکھتے ہیں - اگر اُستاد خود بھی بائیں ہاتھ سے لکھنے کی تھوڑی بہت مشق کرے تو اُسے چپ دست بچے کے مسائل و مشکلات کا بہتر اندازہ ہو سکے گا -

نقل نویسی

حروف و الفاظ لکھنے میں جب بچہ خاص مشق بہم پہنچا لیتا ہے - تو وہ ایک ایسی سطح پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ کسی عبارت کو دیکھ کر اس کی نقل کر سکتا ہے - نقل نویسی لکھائی کے مختلف مراحل میں ایک ایسا مرحلہ ہے جہاں ابھی بچے میں حافظے سے لکھنے کی استعداد پیدا نہیں ہوتی - جب تک یہ استعداد نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک املا لکھانا بچے پر ظلم کرنے کے مترادف ہے - بچے میں استحضار کی استعداد اس قدر کم ہوتی ہے کہ وہ جگہ جگہ غلطی کرتا ہے اور اس طرح اس میں غلط لکھنے کی عادت راسخ ہو جاتی ہے - مزید برآں اردو رسم‌الخط میں کئی ایک حروف کی آوازیں متشابہ ہیں - نیز مختلف موقعوں پر مختصر حروف کے شوشوں کی شکلیں مختلف ہو جاتی ہیں - اس لیے جب تک بچوں کو نقل نویسی کی خاص مشق نہ بہم پہنچائی جائے اس وقت تک املا نہیں لکھانا چاہیے نقل نویسی یا دیکھ کر لکھنے میں کئی ایک خوبیاں ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے -

خوبیاں

1 - نقل نویسی خط صاف کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے -

2 - اس عمل سے بچہ آسانی سے حروف کی کشش و ربط کی مشق کر سکتا ہے -

3 - نقل کرنے سے عبارت کا مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے -

4 - نقل نویسی کی صورت میں رٹائی کے عمل میں معتدبہ کمی‌واقع ہوجاتی ہے کیوں کہ نقل نویسی کے دوران بچہ مطالب پر بھی از خود غور

کرتا ہے اور جو بات وہ سمجھ لیتا ہے ۔ وہ اسے فوراً یاد ہوجاتی ہے ۔

5 ۔ نقل نویسی یاد کرنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک موثر اور مفید طریق ہے ۔

اس مقام پر ایک انتباہ بڑا ضروری معلوم دیتا ہے کہ نقل نویسی سے اگر استاد مفید نتائج حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ تو اس کے لیے احتیاط اور نگرانی لازم ہے ۔ ورنہ بچوں نے اگر عدم دلچسپی سے نقل کرنا شروع کر دیا تو فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوگا ۔

انتخاب

نقل نویسی کے لیے نثر کے پاروں کا انتخاب کرتے وقت استاد کو ذیل کے امور کا خیال رکھنا ہو گا :

1 ۔ منتخبہ پارہ دل چسپی کا حامل ہے ۔

2 ۔ منتخبہ پارے میں زیادہ سے زیادہ شکلوں کے حروف و الفاظ موجود ہیں ۔

3 ۔ الفاظ اور ان کی تعداد جاعت کی استعداد کے مطابق ہے ۔

استاد کے لیے لازم ہے کہ وہ بچوں کو اچھی طرح سے سمجھاوے کہ ان کے نقل کردہ حروف و الفاظ نمونے کے قریب قریب ہوں ۔ نیز وہ نقل نویسی میں تعجیل سے کام نہ لیں ۔ لکھنے کی رفتار میں اضافہ تدریجاً ہونا چاہئے ۔ ورنہ خط کے بگڑ جانے کا قوی اندیشہ ہے ۔ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ اساتذہ نقل کردہ عبارت کا جائزہ پوری توجہ سے نہیں لیتے اور چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں ۔ مثلاً حروف کی غلط بناوٹ اور شوشوں کی غلطیاں ۔ اگر استاد پوری توجہ اور احتیاط سے چھوٹی چھوٹی غلطیوں کا بھی جائزہ لےگا تو بچوں کو اصلاح کا احساس ہوگا اور وہ لکھتے وقت نسبتاً زیادہ احتیاط سے کام لیں گے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طریق کار سے ابتدا میں لکھنے کی رفتار خاصی سست رہے گی ۔ مگر بچے ایک دفعہ جب حروف اور الفاظ کی

صحیح شکلیں بنانے پر قادر ہو جائیں گے - تو رفتار نسبتاً تیزی سے بڑھے گی - لکھائی کا جائزہ لیتے وقت مدرس کو تحریر کی عمدگی اور رفتار کا خاص خیال رکھنا چاہیے - کیوں کہ ان ہی اوصاف میں پختگی آگے چل کر بچوں میں صحیح لکھنے کا مذاق پیدا کرتی ہے -

اردو میں لکھائی کا معیار کم و بیش مقرر ہے - دوسری جماعت میں لکھنے کی رفتار آٹھ الفاظ فی منٹ تیسری جماعت میں دس الفاظ ، چوتھی میں چودہ الفاظ اور پانچویں میں سترہ الفاظ ہونی چاہیے - لیکن بد قسمتی سے عمدگی کا معیار ابھی تک مقرر نہیں کیا جا سکا - تاہم ضرورتاً ہر استاد کو ایک معیار بنا لینا چاہیے اور اسی کے مطابق بچوں کو نمبر دینے چاہئیں تاکہ ان میں لکھنے کا ذوق و شوق اور مسابقت کا جذبہ پیدا ہو - لکھنے کی رفتار اور عمدگی کا جائزہ لینے کے لیے اگر ترقی کا موزوں چارٹ تیار کر لیا جائے - اور اس پر ہر پندرہ روزہ بعد ہر بچے کے لکھنے کی رفتار اور عمدگی کے معیار کو درج کر دیا جائے تو اس سے انفرادی اصلاح کی ضرورت کا صحیح صحیح اندازہ ہو سکتا ہے -

---

املا

املا کے لغوی معنی تو 'لکھنے' یا 'پر کرنے' کے ہیں مگر اصطلاحاً حافظے کی مدد سے الفاظ صحیح طور پر لکھنے کو املا کہتے ہیں ۔ یہ فن بڑا مفید ہے اس سے :

1 ۔ دوسرے لوگوں کی باتیں سن کر انھیں منظم طور پر ضبط تحریر میں لانے کی اہلیت پیدا ہوتی ہے ۔

2 ۔ بچوں میں غور اور توجہ سے سننے کی عادت پیدا ہوتی ہے ۔

3 ۔ قوت حافظہ کی تربیت ہوتی ہے ۔

4 ۔ بچے ہجے آسانی سے سیکھ لیتے ہیں ۔

5 ۔ املا کے ذریعے بچوں کو تیز لکھنے کی مشق کرائی جا سکتی ہے ۔

6 ۔ بچوں کے پاس منثور و منظوم اقتباسات کا ایک عمدہ سا مجموعہ تیار ہوجاتا ہے ۔ ان اقتباسات کی مدد سے ان میں ذوق سلیم پیدا کیا جا سکتا ہے ۔

7 ۔ رموز اوقاف کی مشق ہوتی ہے ۔

ضروری ہدایات

املا لکھانے کے سلسلے میں ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے ۔

1 ۔ املا لکھانے سے پہلے مدرس سامان نوشت کی جانچ پڑتال کرے ۔

2 ۔ جن الفاظ و فقرات کی املا لکھانا مطلوب ہو ۔ ضروری ہے کہ بچوں نے وہ الفاظ و فقرات نہ صرف پڑھے ہوئے ہوں بلکہ ایک آدھ بار انھیں

لکھا بھی ہو - نیز وہ ان کا مطلب بھی جانتے ہوں -

3 - جو املا لکھانی مقصود ہو - پہلے استاد بچوں کے سامنے اسے تختہ سیاہ پر لکھے - پھر ان سے درست لکھائے اور اس کے بعد اس کی املا کرائے -

4 - املا کی عبارت کو نہایت صاف لہجہ میں ٹھہر ٹھہر کر مناسب رفتار کے ساتھ ایک مرتبہ پڑھ کر سنا دیا جائے - تاکہ بچے اسے بخوبی سمجھ لیں -

5 - عبارت کو پہلی خواندگی کے بعد چھوٹے چھوٹے فقروں میں بول کر لکھوایا جائے - یہ الفاظ و فقرات دھرائے ہرگز نہ جائیں -

6 - املا لکھاتے وقت لکھانے والا کسی مناسب جگہ کھڑا ہو جائے جہاں سے سب بچے اسے بآسانی دیکھ سکیں اور اس کی آواز بھی صاف طور پر سن سکیں - لکھانے کی حالت میں ادھر آدھر ٹہلنا یا جگہ بدلنا مناسب نہیں -

7 - شروع شروع میں الفاظ کے ہجے کرکے بچوں کو املا لکھانا بھی مفید ہوتا ہے - مثلاً 'رب' کے بولتے کے وقت 'رے بے - رب' کہنا -

8 - تمام عبارت لکھا چکنے کے بعد اسے شروع سے ایک بار پھر سنا دینا ضروری ہے - تاکہ بچوں نے جہاں جہاں عبارت چھوڑی ہے - اسے پورا کر لیں - اس کے بعد انھیں تھوڑا وقفہ اور دینا چاہیے تاکہ وہ ایک بار پھر ساری عبارت کو دیکھ لیں -

9 - املا لکھواتے وقت ابتدائی جماعت کے بچوں سے صرف ختمے لکھوانا چاہیئے - مگر اعالی جماعتوں میں رموز اوقاف کی غلطیاں بھی املا کی غلطیوں کے ساتھ شمار میں آنا چاہییں -

اصلاح

اصلاح کے طریقے مندرجہ ذیل ہیں :

1 - بچوں سے کہا جائے کہ تختہ سیاہ یا کتاب کی مدد سے اپنی اپنی غلطیاں

خود لگائیں اور پھر ہر غلطی کو درست کرکے متعدد بار لکھیں ۔

2 ۔ بچے آپس میں تختیاں بدل لیں اور کتاب میں ایک ایک نقطہ دیکھ کر غلطیاں لگائیں ۔ پھر ان غلطیوں کو درست کرکے لکھ دیں ۔ استاد جماعت میں گشت کرکے نگرانی کرے اور مناسب ہدایات دے ۔

3 ۔ استاد فرداً فرداً ہر بچے کی املا دیکھے اور اصلاح دے ۔

املا لکھنے کا معیار

پندرہ منٹ میں املا لکھانے کی رفتار حسب ذیل ہونا چاہیے ۔

جماعت	شش ماہی	تعداد الفاظ
دوم	دوم	40
سوم	اول	40
سوم	دوم	50
چہارم	اول	50
چہارم	دوم	60
پنجم	اول	70
پنجم	دوم	80

رموز اوقاف

رموز اوقاف سے مراد وہ علامات ہیں جو ایک فقرے کو دوسرے سے فقرے نہ صرف ممیز کرتی ہیں ۔ بلکہ ان کا مفہوم سمجھنے میں بھی قاری کے لیے آسانیاں پیدا کر دیتی ہیں ۔ زبان کو سمجھنے کے لیے رموز اوقاف کا جاننا بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ ان سے الفاظ کے آپس میں ربط کا پتہ چلتا ہے ۔ قاری کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے پڑھنے کے دوران کہاں اور کس حد تک رکنا ہے ۔ عبارت میں کس مقام پر زور دینا ضروری ہے ۔ اردو میں مستعمل رموز اوقاف مندرجہ ذیل ہیں :

ختمہ ، سکتہ ، وقفہ ، رابطہ ، سوالیہ ، ندائیہ ، خط ، واوین ، قوسین ، تفضیلیہ ، زنجیرہ ۔

ضروری ہے کہ بچہ ابتدائی درجوں میں ان علامات کے عمومی استعمال سے کماحقہ واقف ہو جائے ۔ بچوں کی طبعی عمر اور ذہنی استعداد کے مطابق ان علامات کی درجہ بندی کر لینا چاہیے ۔ ان کی وضاحت بطور چند اسباق کے نہیں ہونی چاہیے بلکہ نقل نویسی اور املا کے دوران ہی استاد ان کے مقامات استعمال کو واضح کرتا چلا جائے ۔ پہلے درجے میں صرف ختمے کا استعمال سکھایا جائے یا زیادہ سے زیادہ اس کے ساتھ سوالیہ نشان شامل کرلیا جائے ۔ دوسری جماعت میں ان دو اوقاف کی مزید تشریح کے ساتھ سکتے اور وقفے کو شامل کیا جا سکتا ہے ۔ تیسری جماعت میں ندائیہ اور تفضیلیہ کا اضافہ کیا جا سکتا ہے علی ہذالقیاس ۔ اب اوقاف کے محل استعمال کا اجمال ملاحظہ ہو :

1 ۔ ختمہ : (—) یہاں کچھ توقف کرنا پڑتا ہے ۔ محل استعمال یہ جملے کے اختتام پر اور انگریزی مخففات کے بعد آتا ہے ۔

2 ـ سوالیہ : (؟) محل استعمال : یہ علامت سوالیہ فقرے کے بعد لگائی جاتی ہے ۔

3 ـ سکتہ : (،) اسے مختصر وقفہ کہا جاتا ہے ۔ محل استعمال : جملے کے تشریحی اجزا کے درمیان ، ندائیہ لفظوں کے درمیان ، تین یا تین سے زیادہ ایک ہی قسم کے کلموں کے درمیان ، جزا اور موصول کے درمیان ، دو یا زیادہ چھوٹے جملوں کے درمیان عبارت کی تعقید دور کرنے کے لیے ۔

4 ـ وقفہ : (؛) اس پرسکتے سے زیادہ رکنا پڑتا ہے ۔ محل استعمال : مخلوط جملوں کے لیے اجزا کو الگ کرنے کے لیے ، جملوں کے مختلف اجزا پر زور دینے کے لیے اور جملوں کے اجزا کی اختلافی نوعیت کی وضاحت کے لیے ۔

5 ـ تفضیلیہ : (:ـ) محل استعمال :ـ فہرست پیش کرتے وقت ، کلیے یا اصول کی مثال پیش کرتے وقت ، اور اقتباس کو پیش کرتے وقت ۔

6 ـ رابطہ : (:) یہاں وقفے سے بھی زیادہ رکنا پڑتا ۔ محل استعمال :ـ جملے میں سابقہ خیال کی تشریح و تصدیق کرنے سے پہلے ، مقولہ بیان کرنے سے پیشتر ، دو متضاد جملوں کے درمیان اور جملے میں خیال کی توجیہہ کرنے سے پہلے ۔

7 ـ ندائیہ : (!) محل استعمال :ـ تحسین کے موقع پر ، اظہار حکم ، خواہش اور تنبیہہ کے موقع پر ، پکار کے بعد ، جذبے کے مظہرالفاظ یا جملوں کے بعد ۔

8 ـ خط : (—) محل استعمال :ـ لفظ کی تشریح کے لیے ، جملہ معترضہ کے پہلے اور آخر میں ۔

9 ـ واوین : (" ") محل استعمال :ـ اقتباس یا قول کی ابتدا اور آخر میں ۔

10 ـ زنجیرہ : (‿‿‿) محل استعمال :ـ مرکب الفاظ کے اجزا کے درمیان ۔

11 ـ قوسین : ( ) یا [ ] محل استعمال :ـ جملہ معترضہ کے پہلےاور آخر میں ۔

ابتدائی درجوں میں لکھائی کی غلطیاں

خط میں صفائی اور پختگی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مدرس دوران تحریر بچوں کی غلطیوں پر کڑی نظر رکھے اور مناسب طور پر ان کی اصلاح کرے - ابتدائی درجوں میں لکھائی کے دوران چند عام غلطیاں حسب ذیل ہیں:

1 - غیر ضروری عجلت : عام طور پر پہلے دو درجوں میں بچے لکھتے وقت تیزی سے کام لیتے ہیں - عجلت کا باعث کئی ایک نفسیاتی اور طبعی عوامل ہوتے ہیں - ان عوامل میں استاد کی غیر متوازن شخصیت اور خوف آسا ماحول خاص طور پر قابل ذکر ہیں - اس غیر ضروری عجلت کا ایک اہم سبب بچوں کی اکتسابی استعداد بھی ہے - بعض بچے شروع سے آخر تک تیزی سے لکھتے ہیں - مگر بعض آغاز تو اطمینان سے کرتے ہیں - مگر جلد ہی بعد عجلت سے کام لے کر اپنے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہیں - پہلی قسم کے بچے زود فہم اور مستقل مزاج ہوتے ہیں - اور وہ حروف کی بناوٹ جلدی جلدی سیکھ کر اپنی فطری جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں - استاد کو چاہیے کہ ایسے بچوں کی نگرانی کرے اور ان کی تعجیل پسندی کو بہ حسن و خوبی اعتدال پر لائے - دوسری قسم کے بچے کمزور طبع اور جلد اکتا جانے والے ہوتے ہیں - اگر مدرس صبر و استقلال سے ان کی حوصلہ افزائی کرتا رہے تو ان کی تحریر میں اعتدال پیدا ہوسکتا ہے - اس غیر ضروری عجلت کا ایک مؤثر علاج یہ بھی ہے - کہ درجہ اول کی پہلی ششماہی میں قلم کا استعمال قطعاً نہ کرایا جائے - بچے ہوا میں حروف بنائیں یا ریت وغیرہ پر لکھائی کریں -

2 - طرز تحریر کی غلطیاں : بچے عام طور پر حروف اور اجزائے الفاظ کو

غلط طریق سے لکھتے ہیں ، مثلاً ع اور ت کو وہ ایک ہی رخ سے شروع کرتے ہیں ۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ نصف حرف کو دائیں طرف سے لکھتے ہیں ۔ اور باقی نصف کو بائیں طرف سے لکھ کر حروف پورے کرتے ہیں ۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ حرف کے مختلف حصوں کی موٹائیاں غیر متناسب بنا دیتے ہیں ۔ حرف یا لفظ توڑ توڑ کر لکھتے ہیں ۔ ان غلطیوں کے اسباب کا ڈھونڈ نکالنا چنداں مشکل نہیں ۔ غلطیوں کا سبب عام طور پر استاد کا غلط نمونہ ہوتا ہے یا ناموزوں سامان نوشت ۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس سے پہلے کہ بچے لکھنا شروع کریں استاد ان کے سامان نوشت کی جانچ پڑتال کر لے نیز اسے نمونہ پیش کرتے وقت پوری پوری احتیاط سے کام لیناچاہیے ۔

3 ۔ املا کی غلطیاں : تعلیم و تحقیق کے کسی بھی شعبے میں املا کی غلطیوں سے مفر ممکن نہیں کیوں کہ لسانی پیچیدگیوں کے باعث یہ انسانی فطرت کا خاصہ بن چکی ہیں ۔ اردو جیسی زبان جس میں حروف کی اشکال آغاز وسط اور آخر میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں ۔ وہاں املائی غلطیوں کا امکان نسبتاً زیادہ ہے ۔ املا میں حروف کی ساخت ایک اور نازک مقام ہے جہاں بچے ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور غالباً سب سے زیادہ املائی غلطیاں کسی لفظ میں استعمال ہونے والے ہم آواز حروف کے باعث ہوتی ہیں ۔ املائی غلطیوں کی اصلاح کے متعلق گزشتہ باب میں بحث ہوچکی ہے اور یہاں اس کی تکرار بے جا معلوم ہوتی ہے ۔

4 ۔ تناسب کی غلطیاں : ابتدائی درجوں میں ایسی غلطیاں عام ہوتی ہیں ۔ کیوں کہ بچوں کے ذہن میں حروف کی پیمائش کا واضح تصور موجود نہیں ہوتا ۔ ان کی اصلاح کا آسان طریق یہ ہے کہ استاد کا نمونہ پیمائش کے مطابق ہو ۔ نیز درجہ اول میں نمونے دیتے وقت وہ باقاعدہ لکیروں کا استعمال کرے ۔

5 ۔ حروف و الفاظ کے درمیان فاصلہ : حروف و الفاظ کے درمیان غیرموزوں

فاصلے کے باعث خط بدنما ہو جاتا ہے ۔ استاد وقتاً فوقتاً بچوں کو سمجھاتا رہے کہ مختلف حروف اور الفاظ کے درمیانی مناسب فاصلہ کیوں کر رکھا جاتا ہے ۔ انھیں یہ بتا دیا جائے کہ وہ ہر فقرے کے اختتام پر وقفہ دیا کریں ۔

6 - حروف مٹانا : کئی بچوں کو یہ خراب عادت ہوتی ہے کہ وہ حروف یا ان کے حصے لکھ کر مٹا دیتے ہیں کیوں کہ ان کی دانست میں وہ حروف یا حصے غلط ہوتے ہیں ۔ اس عادت کے شکار بچوں کا خاص خیال رکھا جائے اور استاد انھیں تسلی دے کہ وہ کافی مشق کے بعد خوش خط لکھنے پر قادر ہو سکتے ہیں ۔

انفرادی ضروریات کا جائزہ

اکثر بچے استاد کی نگرانی و رہنمائی میں لکھائی کے پروگرام میں معقول رفتار ترقی کا ثبوت دیتے ہیں - تاہم جو بچے اوسط سے کم تر ہوں ، انھیں لکھائی کے سلسلے میں یقیناً مشکلات پیش آتی ہیں - اس سلسلے میں اُستاد کو چاہیے کہ بچے کے کام کا تجزیہ کرتے وقت مندرجہ ذیل اُمور کو نگاہ میں رکھے :

1 - کیا بچہ صاف اور تیز لکھتا ہے ؟

2 - زیر نگرانی گھنٹوں میں اس کی لکھائی کا معیار کیا ہے ؟ اور بغیر نگرانی کے مواقع پر کیا ؟

3 - اُس کی لکھائی میں حرفوں کی بناوٹ کیسی ہے ؟

— کیا اس کے ذہن میں حروف کا تصور غلط ہے ؟

— کیا اس کے ذہن میں کوئی معین تصور نہیں معلوم ہوتا ؟

— کیا وہ اپنے لکھے ہوئے کو مڑ مڑ کر دیکھنے کا مسلسل عادی ہے ؟ یا وقفے وقفے سے دیکھتا ہے ؟

4 - کیا اُس کے خط کا جھکاؤ غلط ہے ؟ مخلوط ہے ؟ یا تبدیل ہوتا رہتا ہے ؟

5 - کیا اس کا ارتباط اور عضلاتی انضباط ڈھیلا ہے ؟ اس میں کھنچاؤ پایا جاتا ہے ؟ یا وہ مخلوط ہے ؟

6 - کیا اس کے بنیادی خطوط صحیح ہیں ؟

7 - کیا اس کے حروف اور الفاظ کے درمیان فاصلہ بہت کم ہے ؟ یا بہت

زیادہ ہے ؟

8 - کیا اس کی لکھائی کا سائز بہت بڑا ہے ؟ یا بہت چھوٹا ہے ؟

اس تجزیے کی روشنی میں استاد کو ان مسائل و مشکلات کا اندازہ ہوسکے جو کسی خاص بچے کو لکھائی میں پیش آئی ہوں ۔ اس کے بعد استاد کو چاہیے کہ وہ مندرجہ ذیل اقدامات اختیار کرے :

1 - مختلف حالات اور مواقع کے تحت بچے کی لکھائی کے نمونے حاصل کرکے ان کا گہرا مشاہدہ اور تجزیہ کرے ۔

2 - بچے کی ذہانت ، اہلیت ادراک ، حروف تہجی سے واقفیت ، اہلیت ہجا اور بصری و حرکی قابلیت کا تعین کرے ۔

3 - لکھائی کے متعلق بچے کے طرز عمل اور لکھتے وقت اس کے ارتکاز توجہ کا مشاہدہ کرے ۔

4 - بچے کی لکھائی کی اصلاح کے لیے بچے کو آمادۂ تعاون کرے ۔

جماعتی جائزہ

بچوں کی لکھائی کا جائزہ لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاد بچوں کو لکھائی کی حالت میں دیکھے اور مشاہدہ کرے کہ وہ حروف اور اعداد وغیرہ کس طرح لکھتے اور بناتے ہیں - اس کے علاوہ استاد کو چاہیے کہ وہ باقاعدہ وقفوں کے بعد بچوں کی عملی لکھائی اور مشقی لکھائی دونوں کے نمونے حاصل کرکے ان کا جائزہ لے اور ان کا موازنہ ان مقررہ معیاروں سے کرے جو اس درجے کی سطح کے لیے موزوں ہیں -

لکھائی کا ایک ٹھوس پروگرام بچے میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور اصلاح کے نقطۂ نظر سے اپنے کام کا خود جائزہ لینے کی اہلیت پیدا کرتا ہے - استاد اس بچے کی اس اہلیت فیصلہ کو یوں پروان چڑھا سکتا ہے کہ اس کے بہترین کام کا انتخاب کرے خواہ یہ ایک حرف یا ایک عدد ہی ہو - پھر اس کا موازنہ بچے کی گزشتہ کارکردگی ، کمرۂ جماعت میں اچھے کام کے منتخب نمونوں ، حروف تہجی کے دیواری کارڈوں اور خطاطی و خوش خطی کے معیاری نمونوں سے کرے - بچے خود بھی اپنے بہترین کام کا انتخاب کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ اپنے والدین اور سرپرستوں کو دکھا کر ان سے داد لے سکیں -

حروف اور اعداد کی صحیح بناوٹ کے علاوہ بڑی عمر کے بچے کی لکھائی میں لفظوں کے درمیان فاصلہ ، حروف کا متناسب سائز ، عمودی یا ترچھے خطوط کی یکسانی ، مناسب رفتار تحریر ، خط کی صفائی وغیرہ کا خیال رکھنے کی بھی ضرورت ہے - کم مشق بچوں کے سلسلے میں آستاد کو تجزیہ زیادہ کرنا چاہیے اور اس تجزیے کے مطابق ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ایک متوازن پروگرام مرتب کرنا چاہیے - جس میں اچھی لکھائی کے تمام پہلوؤں پر زور دیا گیا ہو -

لکھائی کا مجوزہ نصاب برائے پرائمری مدارس

پہلی جماعت

پڑھنا اور لکھنا ایک ساتھ سکھانا چاہیے ۔ روشنائی استعمال نہ کی جائے ۔ اس کے بجائے پنسل چاک اور رنگدار پنسلیں وغیرہ استعمال کی جائیں ۔ لکھنا مندرجہ ذیل طریق سے سکھایا جائے :

1 - ریت کے طشت یا تختہ سیاہ وغیرہ پر سیدھے اور خمدار خطوط کھینچنے سے

2 - آسان سیکھے ہوئے الفاظ اور جملے دیکھ کر لکھنے سے (استاد تختہ سیاہ یا سلیٹ پر تحریر کا نمونہ پیش کرے) ۔

دوسری جماعت

1 - تختہ سیاہ اور چارٹوں پر لکھے ہوئے الفاظ اور جملوں کو دیکھ کر لکھنا ۔

2 - سادہ اور مربوط جملوں کی املا لکھنا ۔ جو بچے ایک دن پہلے دیکھ کر لکھ چکے ہوں (یہ کام سال کے آخر میں ہونا چاہیے) روشنائی کا استعمال اس جماعت میں شروع کیا جائے ۔

تیسری جماعت

1 - جماعت اول و دوم کے نصاب میں بیان کردہ طرز پر بلند تر معیار کا کام ۔

2 - خوش خطی ۔

3 - درسی کتاب سے ایسی آسان املا لکھنا جس کی تیاری پہلے سے
گئی ہو -
4 - جانی پہچانی چیزوں اور لوگوں کے متعلق سوالوں کے جواب لکھنا -
5 - بچوں کی پسندیدہ اشیا سے متعلق مشاہدات اور ذاتی تجربات پر مختصر
پیراگراف لکھنا -

چوتھی جماعت

تیسری جماعت میں بیان کیے ہوئے طریقوں پر نسبتاً بلند معیار کا کام -
1 - ذاتی خطوط اور ہیڈ ماسٹر کے نام سادہ درخواستیں لکھنا -
2 - منی آررڈ اور دوسرے فارم پر کرنا -
3 - نامکمل کہانیوں کو مکمل کرنا اور خاکوں کی مدد سے
کہانی بنانا -
4 - سادہ الفاظ میں کسی نظم کا خلاصہ لکھنا -
5 - ذاتی تجربات کی روئداد لکھنا -

پانچویں جماعت

1 - مانوس اشیا ، روز مرہ کے واقعات اور تجربات پر پیراگراف لکھنا -
2 - حکام کے نام درخواستیں -
3 - خطوط ــــ ذاتی اور کاروباری -
4 - دعوت نامے -
5 - رسیدیں اور بل وغیرہ تیار کرنا -
6 - کہانی لکھنا -
7 - روز مرہ کے مشاغل کا ریکارڈ رکھنا -

نصاب نسخ برائے جے - وی ، پی - ٹی - سی

جے - وی اور پی - ٹی - سی جماعتوں کا نصاب نسخ درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہوگا - اور اس پر تعلیمی سال ۶۷ - ۱۹۶۶ع سے عمل درآمد ہوگا - مشتملات کی خاصی تفصیلات دی گئی ہیں - اور توقع ہے کہ اساتذہ دوران سبق گروہی مباحث اور سیمناروں میں ان تفصیلات میں اضافہ کرتے رہیں گے - نیز اس امر کی تشفی کرنا ہوگی کہ زیر تربیت اساتذہ نسخ لکھنے میں خاصی مہارت پیدا کر چکے ہیں -

نظریاتی تعلیم

I - نسخ کی ضرورت و اہمیت

1 - ابتدائی درجوں کے طالب علم کو جتنے رسم الخط سیکھنے مطلوب ہیں ان میں کمی کرنا -

2 - رسم الخط کو مشینی صورت دینا تاکہ ایک ایسی دنیا میں جہاں علم کی وسعت اور پیچیدگیوں میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے - علوم جدیدہ تک بسہولت رسائی ممکن ہو سکے -

3 - امکانی حد تک رسم الخط کے تکنیکی مسائل حل کرنا -

4 - ایک مشترک رسم الخط ــــ نسخ کے ذریعے اسلامی ممالک کو ایک دوسرے کے قریب تر لانا -

5 - اردو زبان کی نمو سے تعمیر و ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنا -

6 - قران خوانی کے عمل کو آسان تر بنانا -

7 - پاکستان میں مروج تمام زبانوں کے لیے ایک مشترک رسم الخط تیار کرنا -

8 ـ قومی یک جہتی کو ترقی دینا ۔

II ـ خط نسخ کی تاریخ

1 ـ رسم الخط ——— احساسات و جذبات کے اظہار کا ذریعہ ۔
2 ـ نسخ کی ابتدا
(*i*) خط حیری (*ii*) خط کوفی (*iii*) خط کوفی کا عروج و زوال اور نسخ کی ابتدا (*iv*) عرب اور ایران میں نسخ کے مشہور خطاط خصوصاً ابن البواب ، ابن مقلہ ، میر عماد الحسینی وغیرہ ۔
3 ـ اسلامی ممالک میں خط نسخ کی ترویج و اشاعت خصوصاً ان عوامل و حالات کا مطالعہ جن کے زیر اثر ایران نے اپنا رسم الخط نستعلیق کی بجائے نسخ اختیار کیا ۔ خط نسخ بر صغیر پاک و ہند میں ۔

III ـ نسخ لکھنے کے لیے آمادگی پیدا کرنا

1 ـ آمادگی کی ضرورت ۔
2 ـ لکھائی کے لیے آمادگی پیدا کرنے کے لیے ضروری نفسیاتی عوامل ۔
3 ـ سامان نوشت کا استعمال ۔
(*i*) پن ، دیسی قلم (*ii*) تختی (*iii*) سیاہی ۔
4 ـ لکھنے کا موزوں انداز ۔

IV ـ نسخ کی خصوصیات

1 ـ نسخ صحت ، سہولت اور بہتر رفتار تحریر کا حامل ہے ۔
2 ـ یہ مشینی عمل کا متحمل ہے ۔
3 ـ اس کے دامن اور دائرے گول ہونے کی بجائے بیضوی ہوتے ہیں ۔
4 ـ اس کی تحصیل نسبتاً آسان ہے ۔
5 ـ نسخ میں حروف الھجا کا جھکاؤ بائیں طرف ہوتا ہے ۔
6 ـ اس نے سامی زبانوں میں تحریری مسائل کو بڑی حد تک کم کر دیا ہے ۔

V - رموز اوقاف کا استعمال

نسخ میں کثیر الاستعمال رموز اوقاف

عملی تعلیم

1 - تختہ سیاہ پر نسخ کی مشق کرنا -
(*i*) - حروف الہجا
(*ii*) - پیوندات
(*iii*) - رواں تحریر

2 - تختی اور کاغذ پر حروف الہجا ، مرکبات و الفاظ اور فقرات کی مشق کرنا -

3 - تدریسی خاکے اور خلاصہ تختہ سیاہ کا نسخ میں لکھنا -

4 - سالانہ امتحان میں "تدریس اردو" کے پرچہ میں مرتب شدہ سوالات میں سے کم از کم ایک سوال کا جواب نسخ میں لکھنا -

(ہر نظامت میں اردو لکھنے کی عملی مشق کے مقرر کردہ نمبروں کے مطابق)

تدریسی خاکہ اور اس کی تیاری

آمادگی

لکھنے کا کام شروع کرنے سے قبل بچوں کو لکھنے کے لیے شوق دلانا اور انھیں اس کام کے لیے آمادہ کرنا بہت ضروری ہے ۔ اس کی ایک آسان صورت یہ ہے کہ لکھائی کے مختلف نمونے پیش کیے جائیں ۔ جلی بھی اور خفی بھی ۔ خوش خط بھی اور عام بھی ۔ بچوں سے خوش خط نمونے اور خوش نما لکھائی الگ کرائی جائے اور پھر انھیں خوش خط نمونے کی طرح خوش نما لکھنے کا شوق دلایا جائے ۔

سامان نوشت کی پڑتال

سب سے پہلے بچوں کا سامان نوشت ملاحظہ کر لیا جائے اور اس کی درستی کر لی جائے ۔ قلم خاص طور پر درست ہونے چاہئیں ۔ اس طرح دواتوں کی سیاہی اور تختیوں کا جائزہ بھی لے لیا جائے ۔ اس موقعے پر طالب علم کو لکھنے کے آداب سے آگاہ کرنا بھی لازم ہے ۔ مثلاً

1 ۔ قلم کس طرح پکڑتے ہیں ؟
2 ۔ دوات کس طرف رکھی جائے ؟
3 ۔ تختی کو کیسے پکڑا جائے ؟
4 ۔ بیٹھنے کا انداز کیسا ہو ؟
5 ۔ قلم کو دوات میں ڈبونے کا طریق کیا ہے ؟

عام ہدایات

طالب علموں کو لکھنے کے متعلق بعض غلط عادات پڑ چکی ہوتی ہیں ۔ ان سے بچنے کی ہدایت کی جائے مثلاً قلم پکڑنے کا انداز صحیح ہو ۔ طرز نشست

درست ہو - سیاہی کے دھبے نہ لگائیں - قلم نہ چھڑکیں - حروف کو نہ مٹائیں اور نقل نہ لگائیں وغیرہ (قلم کی صحیح گرفت اور درست طرز نشست کا نمونہ ضرور دیا جائے)

لکھنے کا نمونہ

استاد تختہ سیاہ پر جلی قلم سے واضح صورت میں وہ حروف و الفاظ یا فقرات لکھے گا جن کی طلبہ سے نقل کرانا مقصود ہے - بچوں کو کہا جائے کہ وہ استاد کے ہاتھ کی حرکات - حروف کی بناوٹ اور لفظوں کی ابتدائی ، درمیانی اور آخری صورت کو غور سے دیکھیں - استاد نمونہ دیتے وقت حروف کی بناوٹ ، ان کی پیمائش ، موٹائی ، باریکی اور گولائی کی وضاحت بھی باآواز بلند کرتا جائے -

طلبہ کا لکھنا

بچے استاد کے نمونے کو غور سے دیکھ کر اپنی تختیوں پر لکھیں اور استاد کی ہدایات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

اصلاح

استاد طالب علموں کی صفوں میں گھوم پھر کر ان کی لکھائی کا جائزہ لے - غلط لکھنے والوں کی فرداً فرداً درستی کرے - غلطی درست کرنے سے پیشتر غلطی بچے سے اخذ کرائی جائے اور حتی الامکان اسی سے درست کرائی جائے - عام جماعتی غلطی کی اصلاح تختہ سیاہ پر تمام جماعت کے سامنے کی جائے - غلطیوں کی اصلاح کرتے وقت مندرجہ ذیل امور مدنظر رکھنے چاہئیں :-

1 - اصلاح مشفقانہ انداز سے دی جائے -
2 - بچوں کی دل شکنی نہ کی جائے - انھیں مایوس نہ کیا جائے اور نہ ہی سخت سست کہا جائے بلکہ ان کی دل جوئی کی جائے -

مشق

اصلاح کے بعد اگر مشق نہ کرائی جائے تو اصلاح بے سود ہو کے رہ جائے گی۔ اس لیے جن حروف و الفاظ کی درستی کرائی جائے ۔ طلبہ انھیں بار بار صحت مند انداز سے لکھیں تاکہ مشق سے اصلاح میں پختگی پیدا ہوجائے

جائزہ

لکھائی کا کام ختم ہونے پر طلبہ کے کام کا جائزہ لیا جائے ۔ اچھا لکھنے والوں کو داد دی جائے اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ کمزور بچوں کی ہمت بندھائی جائے ۔

خوش خطی کا ریکارڈ

ہر ہفتے بچوں میں خوش خطی کا مقابلہ کرایا جائے ۔ اور ہر بچے کی خوش خطی کے نمونے کو محفوظ رکھ لیا جائے ۔ اس ریکارڈ سے اندازہ ہوسکے گا کہ ہر بچے نے سال کے دوران خوش خطی میں کس قدر ترقی کی ہے ۔

مفرد حروف کی لکھائی پر تدریسی اشارات

مدرس

جماعت — پہلی — مدعائے سبق — حروف ابجد لکھنے کی مہارت پیدا کرنا ۔ ہاتھ اور ذہن کی عملی تربیت

عمر — چھ سال

سامان تدریس 1 ۔ تختہ تحریر مع لوازم
2 ۔ گیلی مٹی گوندھی ہوئی
3 ۔ سکے کی باریک تاریں جو آسانی سے مڑ سکیں

سابقہ معلومات ـــ بچے مفرد حروف کی شکلوں اور آوازوں سے آشنا ہیں ۔

مدارج تدریس	مضمون و طریق تدریس	تختہ تحریر
آغاز	(أ) سابقہ معلومات کا جائزہ : استاد تختہ سیاہ پر مختلف رنگ کے چاک سے مختلف مفرد حروف پہلے سے لکھ رکھے گا ۔ اور سبق کی ابتدا میں بچوں سے ان کی شناخت کرائے گا اور نام پوچھے گا ۔ (ب) آمادگی : بچوں سے کہا جائے ۔دیکھو بچو یہ حروف کتنے خوبصورت لکھے ہوئے ہیں۔ تم میں سے کون کونسا لڑکا اس طرح خوش خط لکھنا سیکھنا چاہتا ہے۔ بچے ذوق و شوق	

	کا اظہار کرتے ہوئے ہاتھ کھڑے کریں گے ۔ اُستاد انھیں تحسین کرتے ہوئے کہے گا کہ لو آج ہم یہ حروف ہی آپ کو لکھنا سکھائیں گے ۔	
حروف کی خاص ترتیب	مفرد حروف کو آسان اور مشکل کے لحاظ سے اور ہم شکل ہونے کے اعتبار سے اُستاد نے مختلف گروہوں میں تقسیم کرکے ایک چارٹ پہلے سے تیار کر رکھا ہوگا۔ یہ چارٹ طلبہ سے پڑھایا جائے گا ۔ حروف کی تقسیم مندرجہ ذیل قسم کی ہوگی ۔	
	ا م ب پ ت ث ک گ ے ۔ ف ر ز د ذ و ۔ ہ س ش ص ض ن ل ق ی ط ظ ٹ ۔ ڈ ۔ ڑ ج چ ح خ ع غ ء	ب پ ت ث ک گ وغیرہ

سامان کا جائزہ	استاد طلبہ کے سامان نوشت کا جائزہ لے گا اور مناسب درستی کرا لے گا قلموں کے قط تازہ ہوں۔ سیاہی موزوں ہو۔ تختیوں پر لکیریں لگی ہوں۔
ہدایات	لکھنے کے لیے مناسب اور موزوں ہدایات دی جائیں گی۔ اور عملی طور پر نمونہ دے کر وضاحت کی جائے گی۔ 1۔ نشست کا صحیح طرز 2۔ گرفت قلم کا صحیح طریق
نمونہ تحریر حروف	استاد تختہ سیاہ پر لکیریں لگائے گا اور مذکورہ بالا ترتیب کو ملحوظ رکھے گا۔ حروف خوش خط انداز میں لکھے گا۔ بچوں کو ہدایت کرے گا کہ استاد کی ہاتھ کی رفتار اور انداز کو غور سے دیکھتے رہیں۔ اس موقعے پر حرفوں کی بناوٹ ان کی پیمائش، باریکی اور موٹائی اور گولائی وغیرہ ساتھ ساتھ سمجھائی جائے گی۔
عمل تحریر	بچے استاد کے نمونے کو دیکھ دیکھ کر اسی انداز سے لکھنے کی کوشش کریں گے اور استاد کی بیان کردہ ہدایات کو مدنظر رکھیں گے۔
اصلاح تحریر	استاد ہر ایک بچے کی لکھائی کو غور سے دیکھتا جائے گا۔ اور مناسب ہدایات دے گا۔ نیز غلطی کو فرداً فرداً

	درست کرائے گا - کوشش یہی ہونی چاہیے کہ بچے کے ہاتھ سے صحت کرا لی جائے -
مشق	عام غلطی جو زیادہ طلبہ میں پائی جائے اُسے تختہ سیاہ پر وضاحت سے صحیح کیا جائے گا - اصلاح کی مشق کرائی جائے گی طلبہ کی درستی کو بار بار لکھیں گے -
جائزہ	اخیر پر تمام طلبہ کی تختیاں دیکھ کر اُن کو نمبر دیے جائیں گے - جس لڑکے کے نمبر سب سے زیادہ ہوں گے اُسے خوش خطی کا مانیٹر بنا دیا جائے گا - اس سے بچوں میں خوش خط لکھنے کا زیادہ شوق پیدا ہو سکے گا - (نوٹ) یہ ایک مکمل سبق ہے - اس کو دو یا تین حصوں میں تقسیم بھی کیا جا سکتا ہے -
کھیل	1- بچے کھیل کے طور پر گیلی مٹی سے حروف بنائیں - 2- سکے کے تاروں کو موڑ کر حروف کی اشکال بنائیں -

مکسر الفاظ و حروف کی نقل نویسی پر تدریسی اشارات

(نوٹ) مکسر الفاظ وہ ہیں جن میں حروف کی اشکال اپنی پوری اور سالم حالت میں نہیں رہتیں ۔ مثلاً "قلم" میں ق اور ل اپنی مکمل شکل میں نہیں ہیں۔

مدرس ــــــــــ

جماعت: ابتدائی
عمر: چھ سات سال
توضیحات: تختہ سیاہ مع ضروریات، بچوں کا سامان نوشت

مدعائے سبق: تربیت ذہن و چشم مکسر الفاظ کی بناوٹ سے آگاہی حاصل کرنا لکھنے کا فن جاننا اور سمجھنا

سابقہ معلومات ۔ بچے غیر مکسر الفاظ کا لکھنا سیکھ چکے ہیں ۔

مدراج تدریس	مضمون و طریق تدریس	تحریر تختہ سیاہ
تمہید	1 ۔ **سابقہ معومات کا جائزہ** استاد بچوں سے غیر مکسر الفاظ تختہ تحریر پر چاک سے لکھوا کر ان کی سابقہ استعداد کا جائزہ لے گا ۔ یہ الفاظ اس قسم کے ہوں گے ۔ **دوات ۔ رواج ۔ زردہ** **ادرک ۔ دادی ۔ اروی** 2 ۔ **دل آویز آغاز** استاد خوش خط لکھے ہوئے چارٹ	

	پیش کرے گا - جن پر مختلف الفاظ (مکسر) تحریر ہوں گے - ہر ایک بچے سے وہ الفاظ پڑھنے کو کہے گا -
	3 - اعلان سبق
	بچوں سے کہا جائے گا کہ آج یہی الفاظ ہم اپنی تختیوں پر خوش خط لکھیں گے -
	تشویق کی خاطر بچوں کو کہے گا کہ جس طالب‌علم کا خط سب سے اچھا ہوگا اُسے ایک چیز انعام میں ملے گی - (انعام چاک کی ایک ڈلی یا ایک پنسل یا ایک رنگ دار کاغذ بھی ہوسکتا ہے) -
سامان نوشت کا جائزہ	اُستاد بچوں کا لکھنے کا سامان مثلاً قلم - دوات - تختی وغیرہ ملاحظہ کرے گا اور اگر کوئی کمی ہو تو اُسے پورا کرالے گا تاکہ لکھنے کے دوران کسی قسم کی روکاوٹ پیدا نہ ہو -
نمونۂ سبق	سبق امروزہ کے الفاظ کو نہایت خوش خط اور واضح صورت میں اُستاد تختۂ سیاہ پر لکھے گا - بچوں کو ہدایت کرے گا کہ وہ لفظوں کی بناوٹ سمجھنے کے لیے اُستاد کے ہاتھ کی حرکات کی طرف خاص طور

پر دھیان رکھیں ۔ استاد لکھتے وقت خاموش نہیں رہے گا بلکہ الفاظ کی بناوٹ سمجھاتا جائے گا ۔ مثلاً یہ لفظ یہاں سے باریک ہے ، یہاں سے موٹا ہے ۔ یہ گول حصہ ہے ۔ یہ چپٹا ہے ۔ یہاں سے لمبائی اتنی ہے ۔ چوڑائی اتنے قط ہے ۔ اس دائرے کی گہرائی اتنے قط ہے ۔ اس حصے کی شکل فلاں چیز سے ملتی جلتی ہے وغیرہ ۔ اس سے بچے پورے طور پر متوجہ رہیں گے اور ان میں الفاظ کی جزئیات پر غور کرنے ، بناوٹ کو سمجھنے اور کسی چیز کا بغور مشاہدہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی ۔

قلم ۔ فلم ۔ علم ۔
کتاب ۔ حساب
جواب ۔ سواب

ہدایات	اس موقعہ پر استاد مختصرسی ہدایات بھی دے گا ۔ گرفت قلم اور طرز نشت پر بالخصوص توجہ کرائے گا ۔ صاف لکھنے ، دھبوں سے بچنے ، حروف کو پونچھ ڈالنے اور قلم کو چھڑکنے کے بارے میں بھی صحیح رہنمائی کرے گا ۔
عمل تحریر	بچے استاد کی ہدایات کے مطابق صحیح انداز سے بیٹھ کر تختہ تحریر پر لکھے ہوئے الفاظ کی اشکال کو

	بغور دیکھتے ہوئے ان کی نقل کریں گے ۔ اُن کی کوشش ہونی چاہیے کہ اچھے سے اچھا لکھیں ۔
اصلاح	جب بچے لکھ رہے ہوں گے اُستاد اُن کی صفوں میں گھوم پھر کر ان کی درستی کرے ۔ درستی انھیں کے ہاتھوں کرائی جائے ۔ درستی کرنے سے پیشتر غلطی سے آگاہ کرنا ضروری ہے تا کہ طلبہ آیندہ اس غلطی سے محترز رہیں ۔
	جو غلطی عام طلبہ میں پائی جائے ۔ اُس کی اصلاح تختۂ سیاہ پر کی جائے تا کہ پوری جماعت اس سے مستفید ہو ۔
مشق	اصلاح امید افزا ہونی چاہیے ۔ مایوس کن ہرگز نہ ہوا ۔ صلاح کے بعد اس کی مشق بھی ضروری ہے ورنہ اصلاح کی افادیت ختم ہوجائے گی ۔
جائزہ	تمام تحریری کام ختم ہوجانے کے بعد طلبہ کے کام کا جائزہ لیا جانا بھی ضروری ہے ۔ تا کہ استاد کو سبق کی کامیابی کا پتہ چل سکے ۔ اور طلبہ بھی اپنی خامیوں سے آگاہ ہوجائیں ۔ اچھا لکھنے والوں کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کی جائے ۔

آسان الفاظ و فقرات پر تدریسی اشارات

مدرس . . . .

سبق	آسان لفظ ۔ آسان فقرے
جماعت	دوم
عمر	آٹھ نو سال
تدریسی معاونات	رنگین با تصویر چارٹ ۔ لکھائی کے مختلف نمونے ۔ رنگ دار چاک ۔ تختہ سیاہ ۔
سابقہ واقفیت	بچوں نے مفرد حروف لکھنا سیکھ لیا ہے ۔ اور مشق کرلی ہے ۔

مدارج	مضمون و طریق تدریس	تحریر تختہ سیاہ
شوق انگیزی قرائت الفاظ و فقرات	بچوں کے سامنے ایک رنگین اور باتصویر چارٹ پیش کر کے اُستاد پوچھے گا کہ اس چارٹ پر کیا کچھ نظر آرہا ہے ۔ بچوں نے چوں کہ یہ تمام چیزیں مشاہدہ کی ہوئی ہیں ۔ اس لیے وہ بلا تکلف ان کے نام بتاتے چلے جائیں گے ۔ اس کے بعد ان چیزوں کے نام پڑھائے جائیں گے ۔ اور پھر ان سے مرتب ہونے والے آسان فقرے بچے پڑھیں گے ۔	
لکھنے کی تیاری	اُستاد ایک دو خوش خط نمونے پیش کر کے اچھا لکھنے کا اشتیاق بچوں	

	میں پیدا کرے گا ۔	
سامان نوشت کی پڑتال	اس کے بعد بچوں کا سامان نوشت دیکھ لیا جائے گا۔ اور حسب ضرورت اس کی اصلاح کردی جائے گی ۔	
ہدایات	استاد بچوں کو لکھنے کے متعلق مناسب ہدایات کرے گا ۔ مثلاً : 1 ۔ قلم درست طریق سے پکڑیں ۔ 2 ۔ صحیح انداز سے بیٹھیں ۔ 3 ۔ قلم کی سیاہی نہ چھڑکیں ۔ 4 ۔ حرفوں کو لکھنے کے بعد مٹائیں نہیں ۔	
نمونۂ خوش خطی	آستاد چارٹ کے فقرے خوش خط اور واضح انداز میں بتدریج تختہ سیاہ پر لکھے گا ۔ اور بچوں کو ہدایت کرے گا کہ وہ استاد کے ہاتھ کی حرکات پر توجہ رکھیں اور الفاظ کی بناوٹ پر دھیان دیں کیوں کہ اس کے بعد انھوں نے بھی اسی انداز سے لکھنا ہے ۔	انار سرخ ہے خربوزہ سبز ہے کیلا میٹھا ہے طوطا ہرا ہے کوا کالا ہے بطخ سفید ہے
نقل نویسی	بچے آستاد کی لکھائی کے نمونے کو غور سے دیکھ کر اپنی تختیوں پر اس کی نقل کریں گے ۔ اور ان کی کوشش ہوگی کہ استاد کی ہدایات کی روشنی میں اچھے سے اچھا لکھیں۔	
اصلاح	طلبہ کے لکھنے کے دوران آستاد	

	ان کی لکھائی دیکھ کر انفرادی طور پر ان کی اصلاح کرے گا ۔ کوشش یہ ہوگی کہ غلطی طلبہ ہی سے اخذ کرائی جائے اور اصلاح میں بھی انہیں شامل کیا جائے ۔ عام جماعتی غلطی کو تختہ سیاہ پر تمام جماعت کے سامنے درست کیا جائے گا ۔ اصلاح امید افزا ہوگی۔ حوصلہ شکن اور مایوس کن نہیں ہوگی ۔ بچے انفرادی اور جماعتی اصلاح شدہ الفاظ کو متعدد بار لکھ کر ان کی مشق کریں گے تا کہ اصلاح راسخ ہوجائے۔
جائزہ	لکھائی کا کام ختم ہونے پر تمام بچوں کی لکھائی کا جائزہ لیا جائے گا ۔ جن بچوں کا خط اچھا ہوگا انہیں داد دی جائے گی اور عام خط والوں کو مزید خوش خط بننے کا شوق دلاتے ہوئے ان میں جذبۂ رشک و مسابقت بیدار کیا جائے گا۔
اختتام	بچوں کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ اپنی لکھائی کا کام گھر مین اپنے ماں باپ کو اور بڑے بہن بھائیوں کو ضرور دکھائیں ۔ اور گھر میں بھی اس سبق کو لکھیں ۔

مسلسل فقرات کی نقل نویسی پر تدریسی اشارات

مدرس ـــــــــ

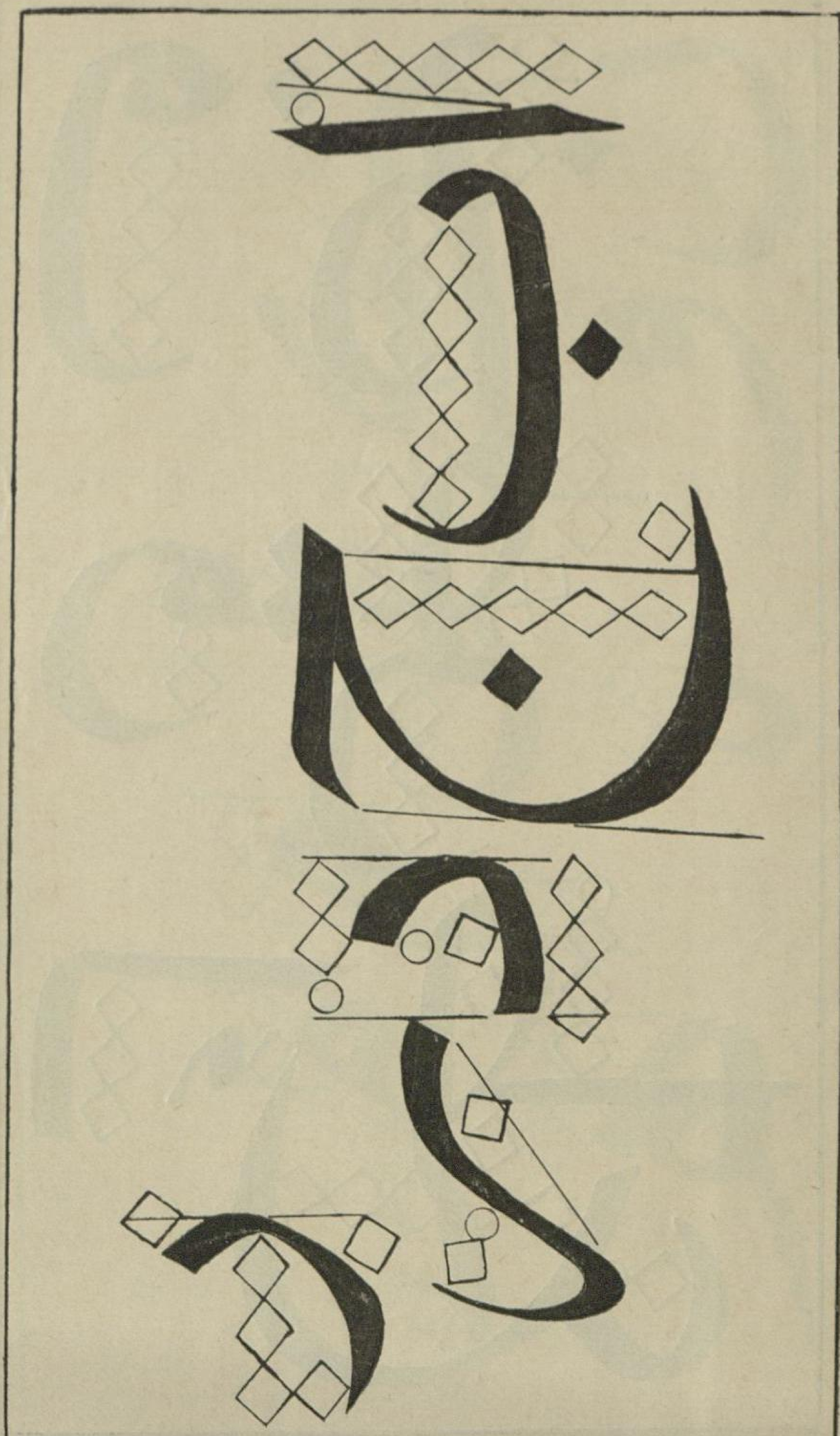
سبق	مسلسل فقرات کی نقل نویسی
جماعت	دوم
عمر	آٹھ نو سال
تدریسی معاونات	رنگین با تصویر چارٹ لکھائی کے مختلف نمونے۔ رنگدار چاک ۔ تختہ سیاہ ۔
سابقہ واقفیت	بچے سادہ الفاظ لکھ سکتے ہیں ۔

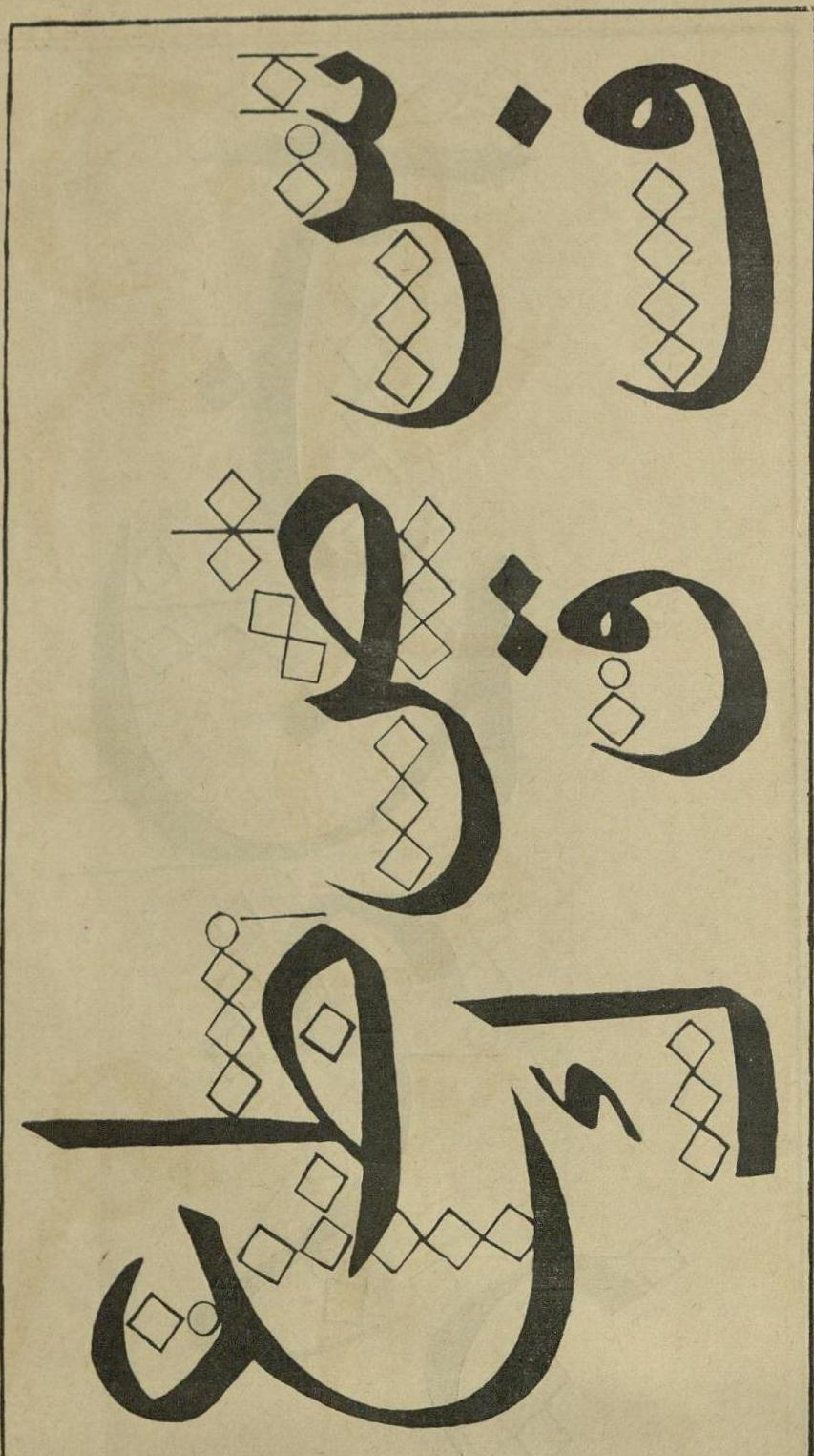
مدارج	مضمون و طریق تدریس	تحریر تختہ سیاہ
شوق انگیزی	استاد بچوں کے سامنے ایک رنگین اور با تصویر چارٹ پیش کرے گا ۔ اور پوچھے گا کہ اس تصویر میں تمھیں کیا کچھ نظر آرہا ہے ۔ بچے جواب دیں گے ایک کسان ہے ۔ اس کے پاس ایک حقہ پڑا ہے ۔ ایک طرف ایک کسی رکھی ہے اُدھر دو بیل کھڑے ہیں ۔	
قراءت فقرات	اب استاد چارٹ پر لکھے ہوئے فقرات بچوں سے پڑھائے گا ۔ اس کے بعد بتایے گا کہ آج یہی فقرے تمھیں لکھوائے جائیں گے ۔	
لکھنے کے لیے آمادگی	بچوں کو خط نسخ کی خوش	

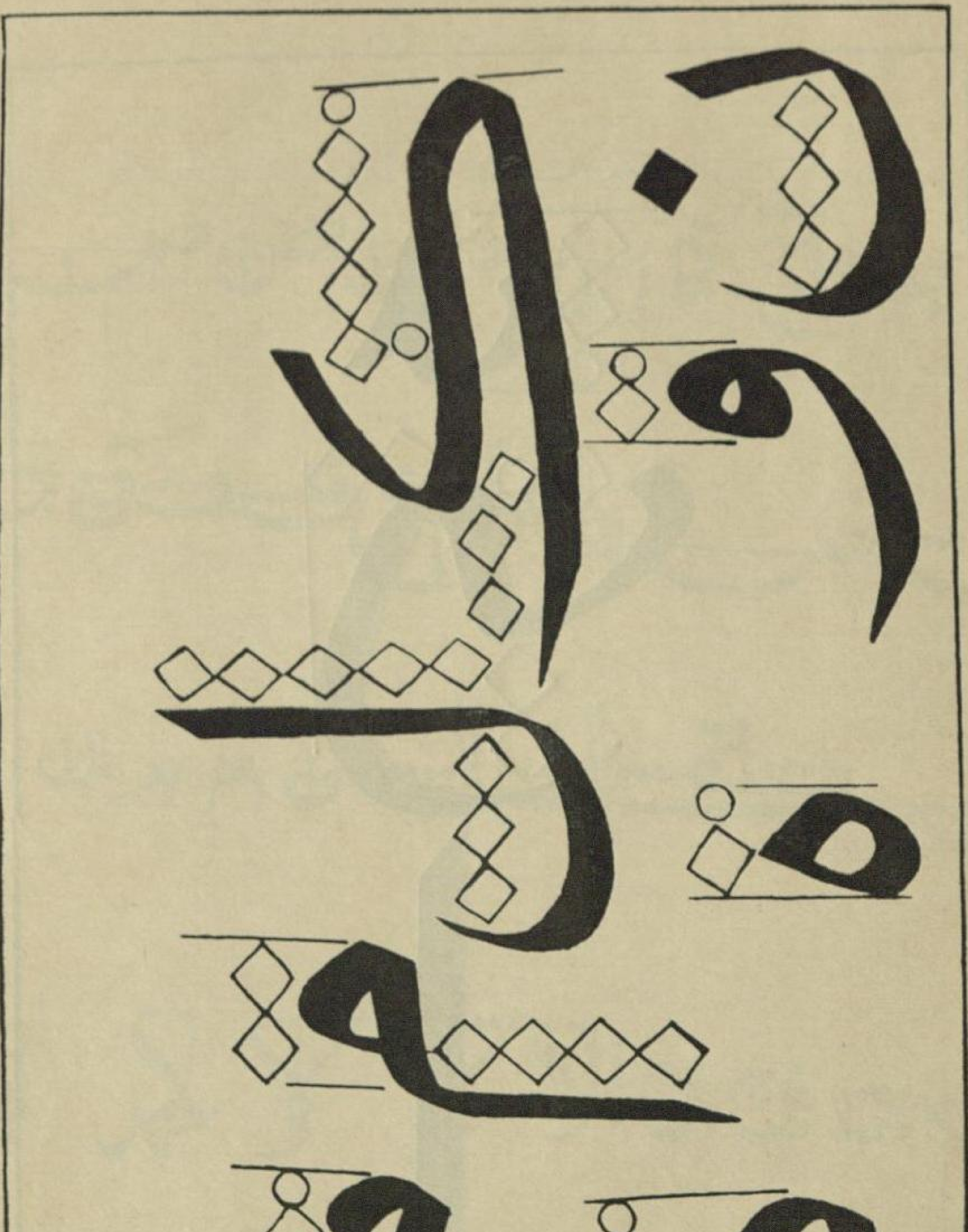
	خطی کے دو نمونے پیش کیے جائیں گے اور ان کو بھی خوش خط بننے کا شوق دلایا جائے گا ۔
سامان نوشت	بچوں کا لکھنے کا سامان پڑتال کیا جائے گا ۔ قلم خاص طور پر دیکھیے جائیں گے ۔ قابل اصلاح سامان کی درستی کی جائے گی ۔
ہدایات	آستاد بچوں کو لکھنے کے بارے مندرجہ ذیل ہدایات دے گا : قلم صحیح طریق سے پکڑیں ہو بیٹھنے کا طریقہ درست قلم کی سیاہی نہ چھڑکیں حرفوں کو نہ مٹائیں
نمونہ خوش خطی	آستاد چارٹ کے فقرے خوش خط اور واضح انداز میں بتدریج تختہ سیاہ پر لکھے گا ۔ اور بچوں کو ہدایت کرے گا کہ وہ آستاد کے ہاتھ کی حرکات پر توجہ رکھیں ۔ اور لفظوں کی بناوٹ پر غور کریں ۔
نقل نویسی	بچے آستاد کی لکھائی کے نمونے کو غور سے دیکھ کر اپنی تختیوں پر اس کی نقل کریں گے ۔ سب کی کوشش یہ ہوگی کہ استاد کی ہدایات کی روشنی میں اچھے سے اچھا لکھیں ۔
اصلاح	طلبہ جب لکھ رہے ہوں گے ،

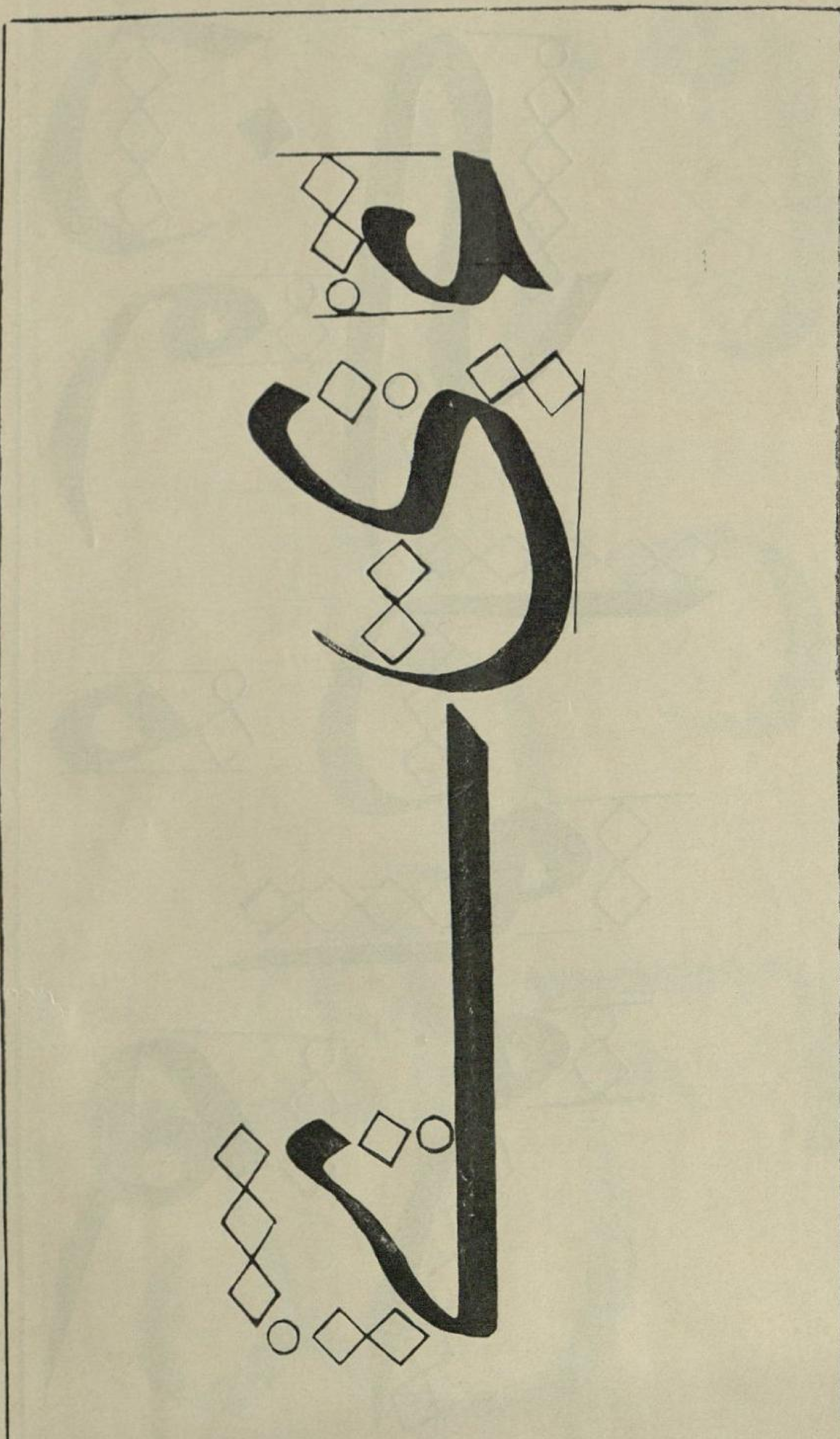
یہ ایک کسان ہے ۔ زمین پر بیٹھا ہے ۔ ایک طرف حقہ پڑا ہے ۔ ایک طرف کرسی ہے ۔ پرے دو بیل کھڑے ہیں ۔

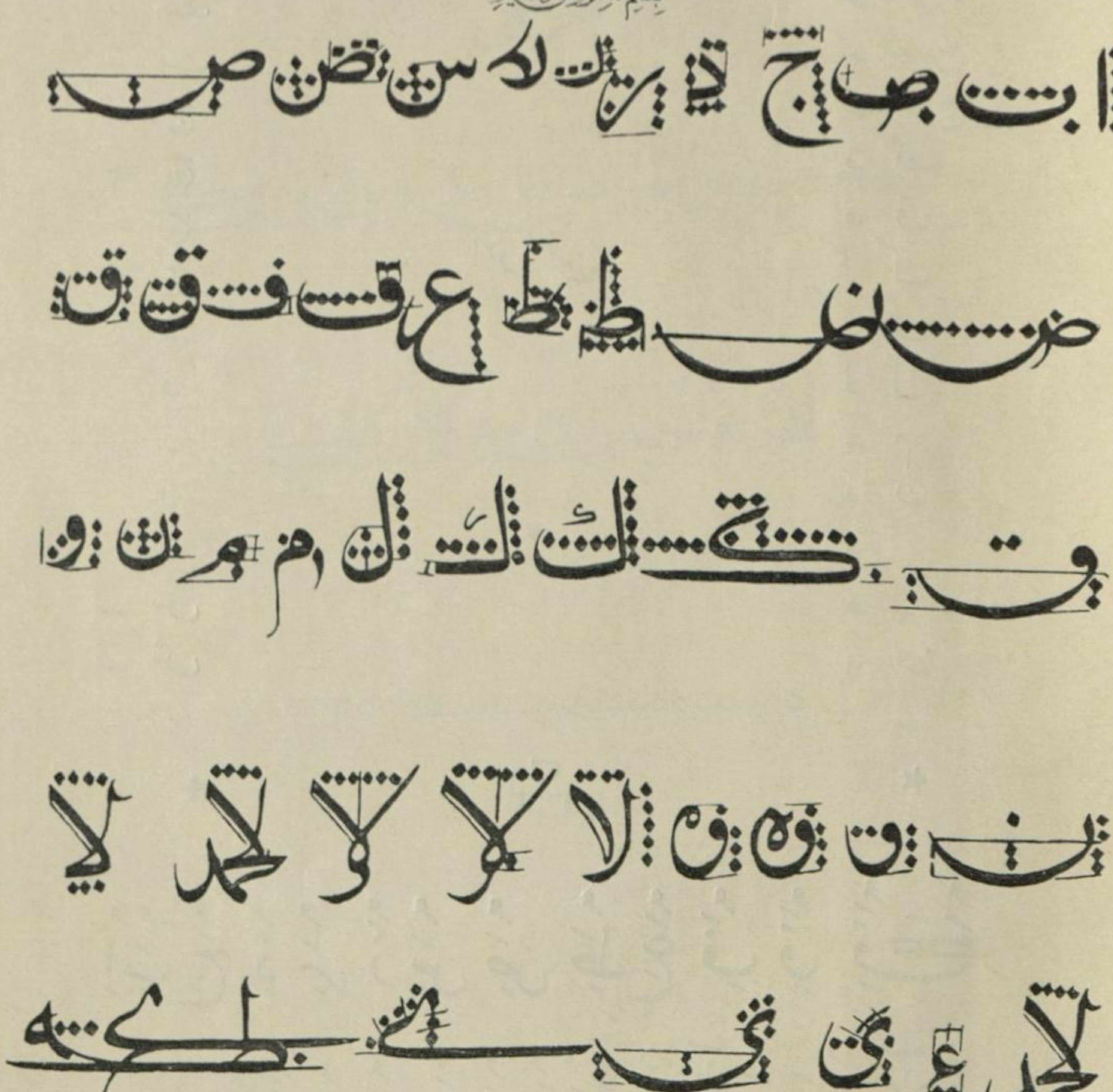
	اُستاد اُن میں گھوم پھر کر ہر ایک طالب علم کی تختی دیکھے گا ۔ اور طالب علم سے ہی اس کی غلطی اخذ کرا کے خود اس سے اس کی اصلاح کرائے گا ۔ عام جماعتی غلطی کو تختہ سیاہ پر تمام جماعت کے سامنے درست کیا جائے گا ۔ تاکہ تمام کے تمام بچے استفادہ کر سکیں ۔ اصلاح کرتے وقت کسی بچے کو مایوس نہیں کیا جائے گا ۔
مشق	اصلاح شدہ حروف بچوں سے بار بار لکھوائے جائیں گے تاکہ اصلاح پختہ ہو جائے ۔
جائزہ	اخیر میں تمام بچوں کی تختیاں دیکھی جائیں گی ۔ بہتر لکھنے والوں کو داد و تحسین سے نوازا جائے گا ۔ درمیانے درجوں کے طالب علموں کو رشک دلایا جائے گا اور غیر خوش خط بچوں کو بھی پر امید رکھا جائے گا ۔
اختتام	بچوں کو کہا جائے گا کہ اس سبق کو گھر پر بھی خوش خط لکھیں اور اپنی لکھائی ماں باپ کو اور بہن بھائیوں کو دکھائیں ۔










بسم الله الرحمن الرحيم

آ
ا
بـ ب
پـ پ
تـ ت
ثـ ث
جـ ج
چـ چ
حـ ح
خـ خ
د
ذ
ر
ز
ژ
سـ س
شـ ش

★

ایرانی

★

صـ ص
ضـ ض
ط
ظ
عـ ـعـ ـع ع
غـ ـغـ ـغ غ
فـ ف
قـ ق
کـ ک
گـ گ
لـ ل
مـ م
نـ ن
و
هـ ـهـ ـه ه
یـ ی

★ ## ترکی ★

اُبُ جُ دُ رُ زُ سُ صُ طُ عُ فُ قُ کُ

کُ لُ مُ نُ وُ هُ ه لا ی ی لا آ

ب س ص ف ن ی ك

ببتثپ ب ث ن ص ط ب ي ب ك يلي سم سم تلانه

عراقی

اَ بُ جَ دِ رُ زُ سُ صَ ضُ طَ ظُ عِ فَ قِ قُ كُ

كِ لُ لِ مَ مِ نِ زُ وُ هَ هُ لَا يِ يُ ئُ

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

مصری

اَ بُ جَ دِ رُ زُ سَ صُ طَ عُ فُ قِ قُ كُ

كِ لُ لِ مَ مِ نُ وُ هِ هَ هُ ہ لَا يِ ىُ لَا

حروف کی تقسیم بلحاظ بناوٹ (نسخ)

کھڑے حروف: ا ط ل م

پڑے حروف: ب پ ت ٹ ث ف ک ء ے

رُبع دائرے والے حروف۔ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ و ہ ھ

دائرے والے حروف۔ ج چ خ س ش ص ض ع غ ق ن ی

حروف کی ابتدائی، وسطانی اور آخری شکلیں

ا آ ا ب پ ت ٹ ث ﺑ ﭘ ﺗ ﭨ ﺛ

ﺒ ﭙ ﺘ ﭩ ﺜ ﺐ ﭗ ﺖ ﭧ ﺚ

ج چ ح خ ﺟ ﭼ ﺣ ﺧ

ﺠ ﭽ ﺤ ﺨ ﺞ ﭻ ﺢ ﺦ

د ڈ ذ ر ڑ ز ژ ﺪ ﮉ ﺬ ﺮ ﮍ ﺰ ﮋ

س ش ص ض ط ظ

ﺳ ﺷ ﺻ ﺿ ﻃ ﻇ ﺴ ﺸ ﺼ ﻀ ﻄ ﻈ

ﺲ ﺶ ﺺ ﺾ ﻂ ﻆ

ع غ ف ق ک گ ﻋ ﻏ ﻓ ﻗ ﮐ ﮔ

ﻌ ﻐ ﻔ ﻘ ﮑ ﮕ ﻊ ﻎ ﻒ ﻖ ﮏ ﮓ

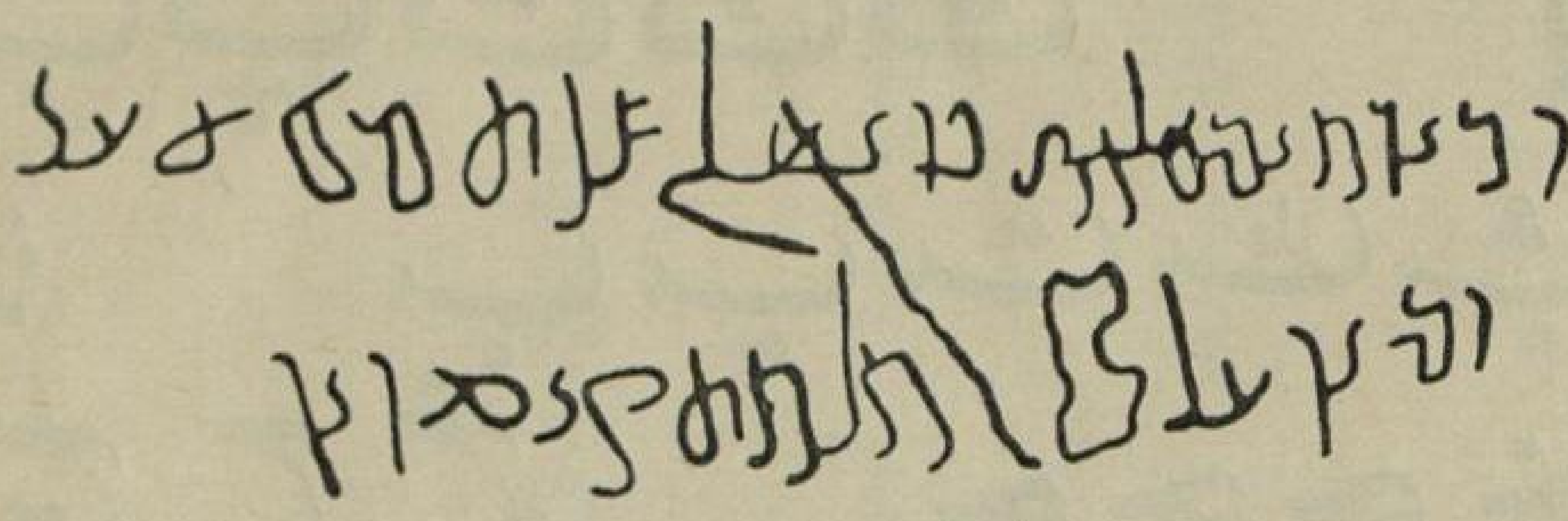
ل م ن و ﻟ ﻣ ﻧ ﻮ ﻠ ﻤ ﻨ ﻞ ﻢ ﻦ ﻮ

ہ ء ی ﮨ ﺋ ﯾ ﮩ ﺌ ﯿ ﮧ ﯼ

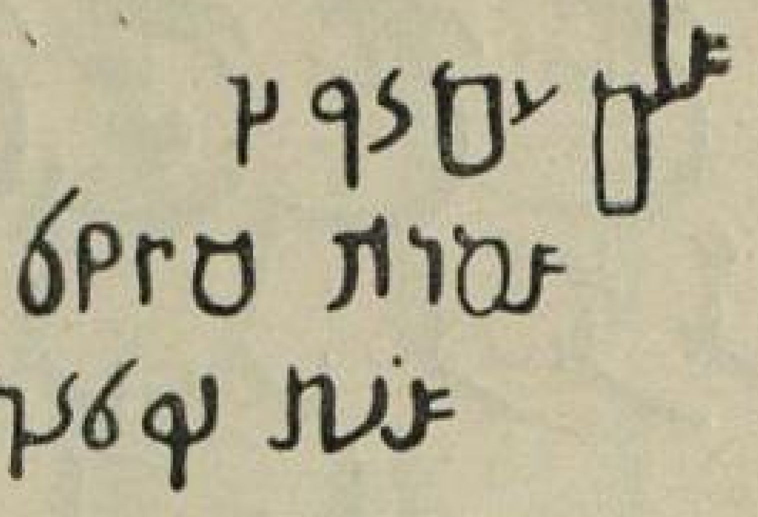
ے ں ے ں

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

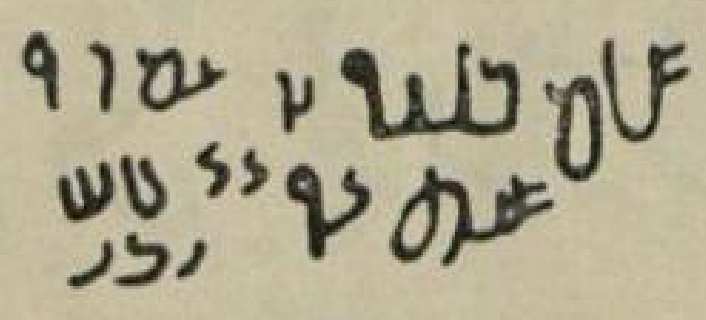
ارتقاء نسخ (١)



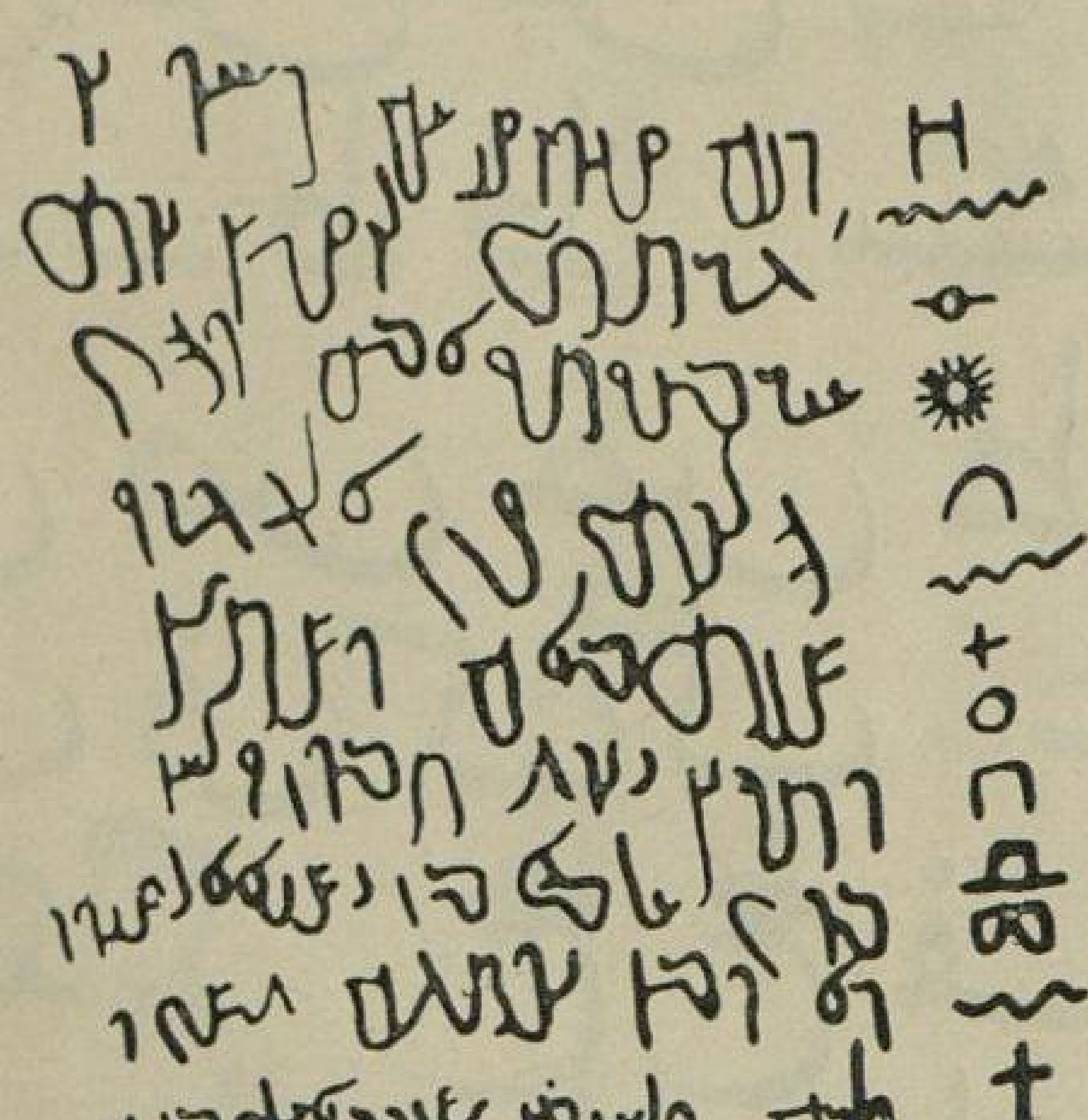
رقم (١) نقش وادی المکتب



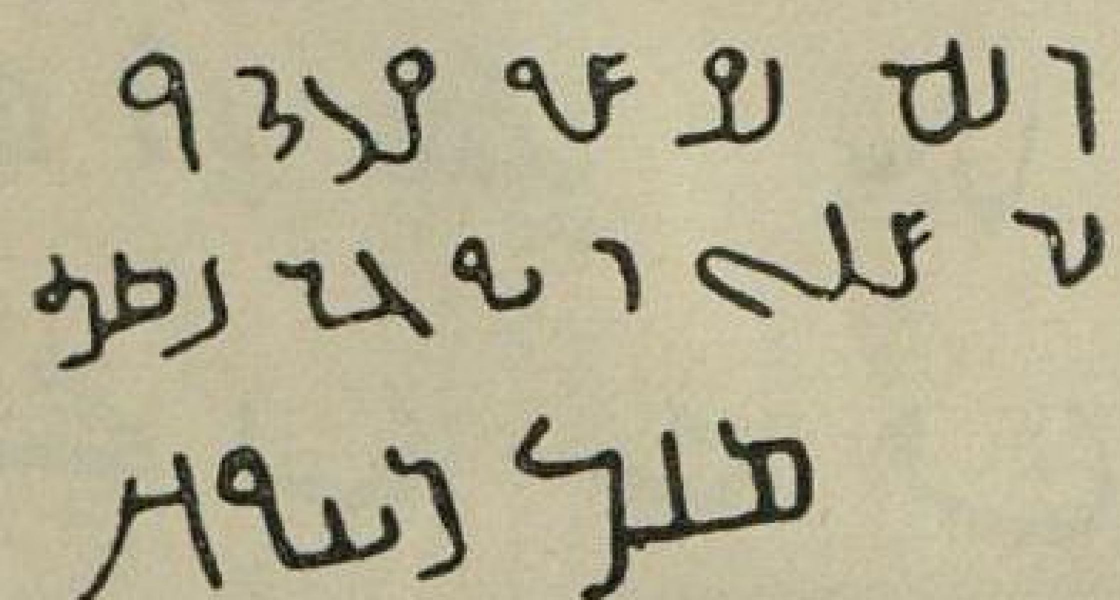
رقم (٢) نقش وادی فران



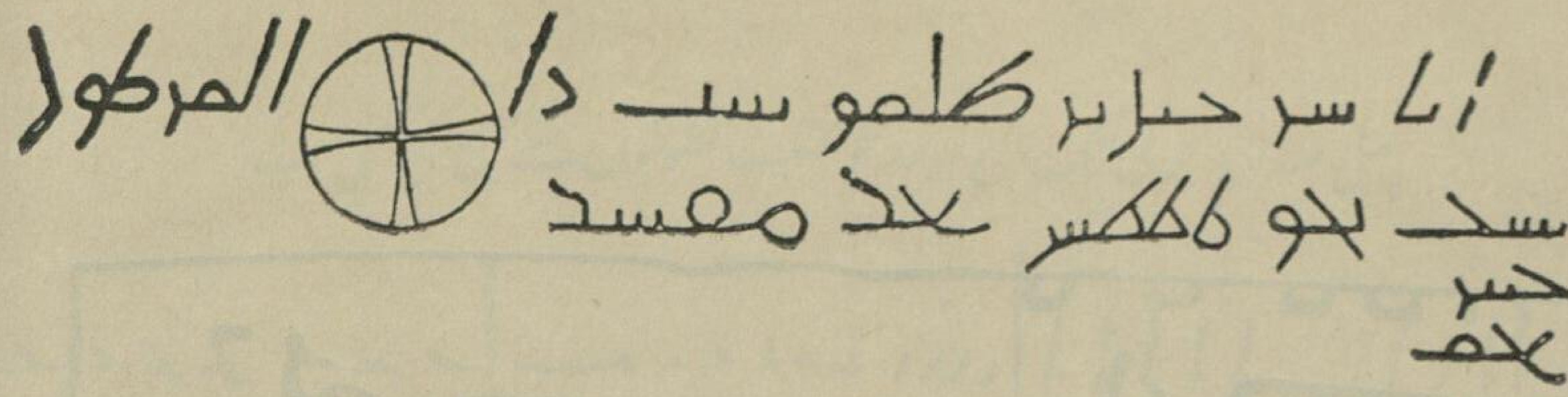
رقم (٣) نقش طور سینا



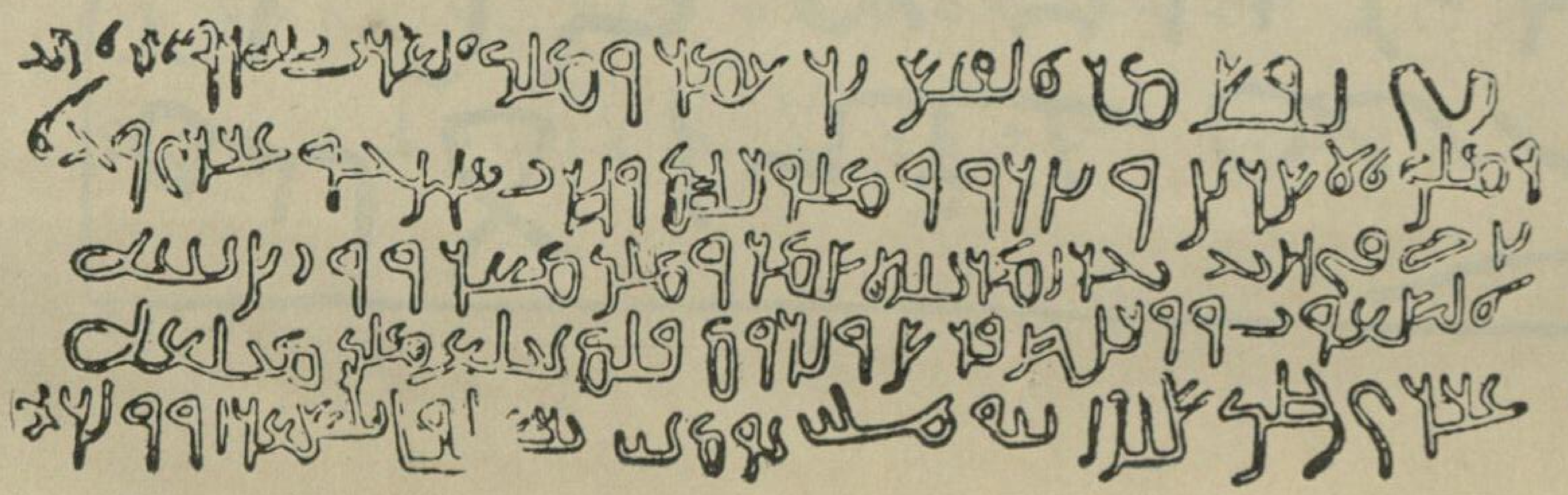
رقم (٤) نقش مدائن صالح

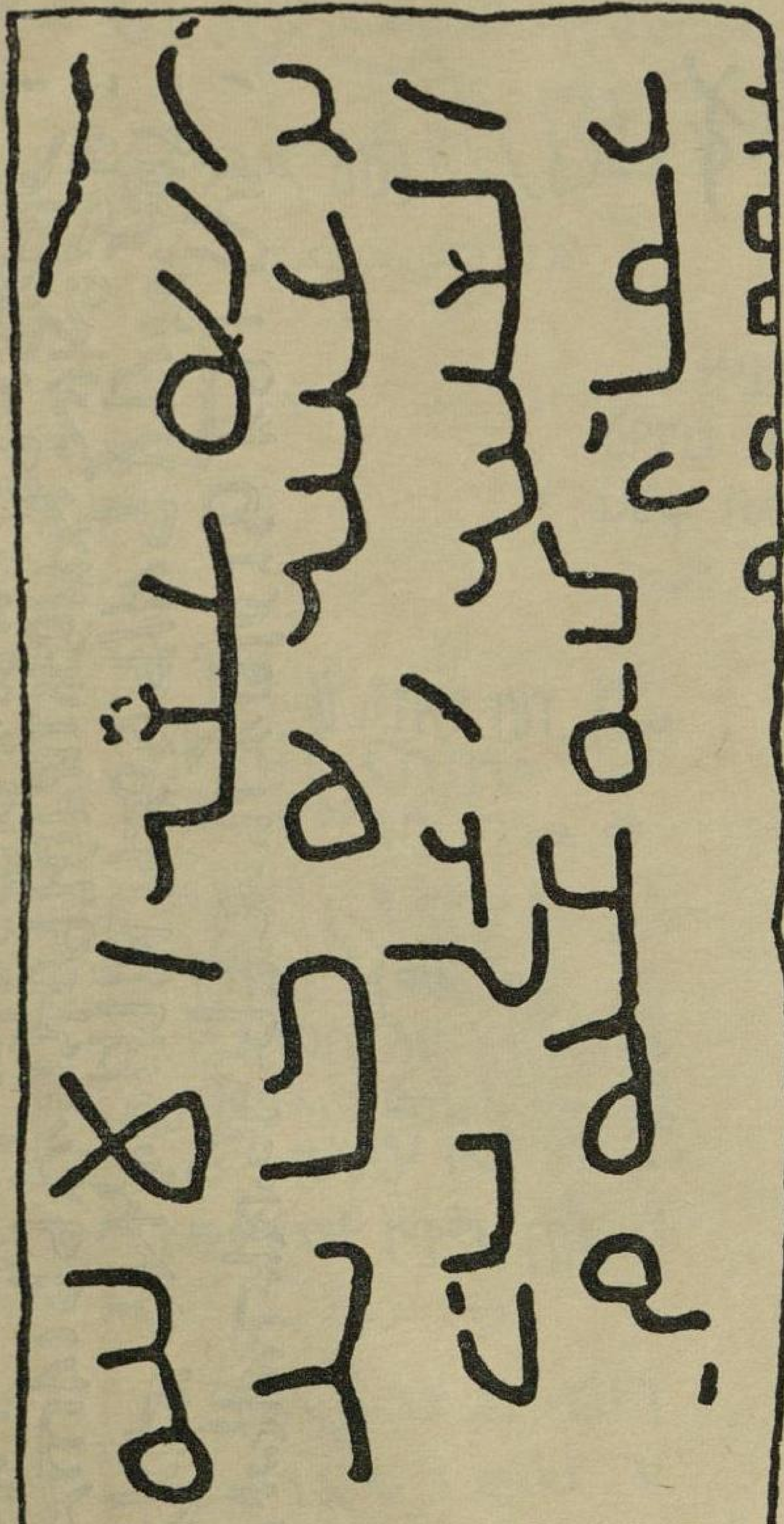


(ج)

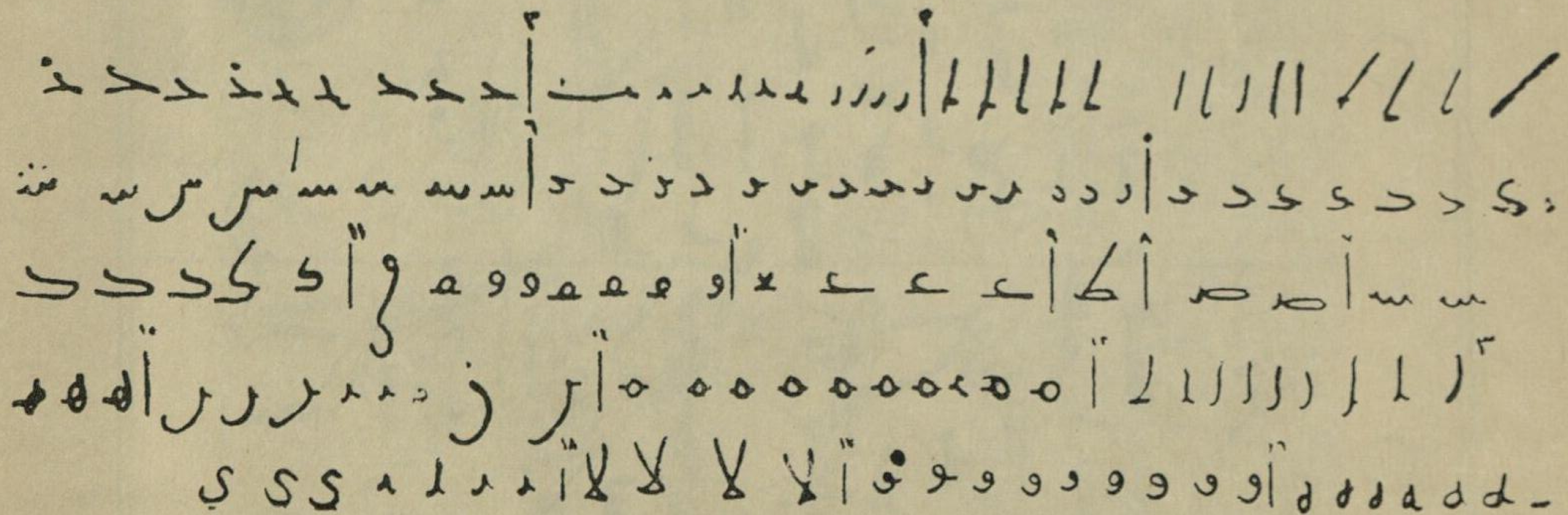


(ب)

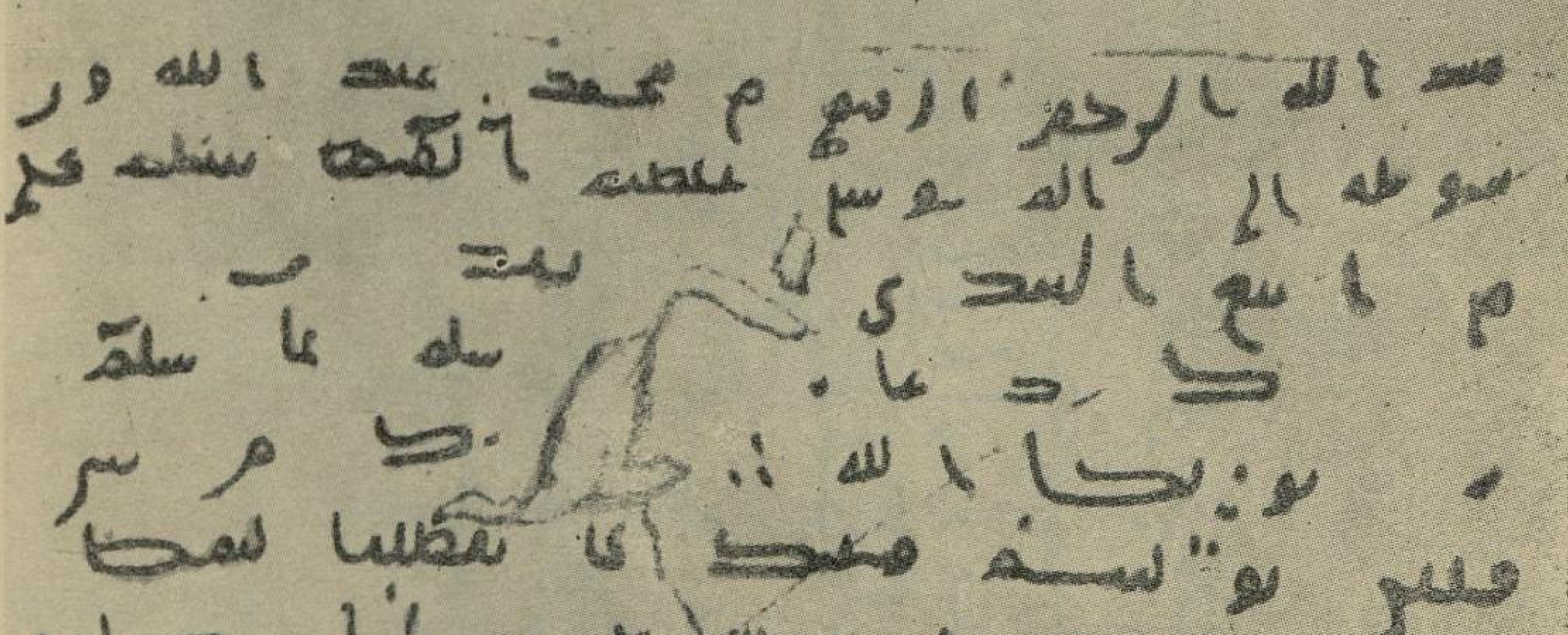




پہلی صدی ہجری تک کی ابجد جو مختلف مخطوطوں سے جمع کی گئی ہے



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کا عکس

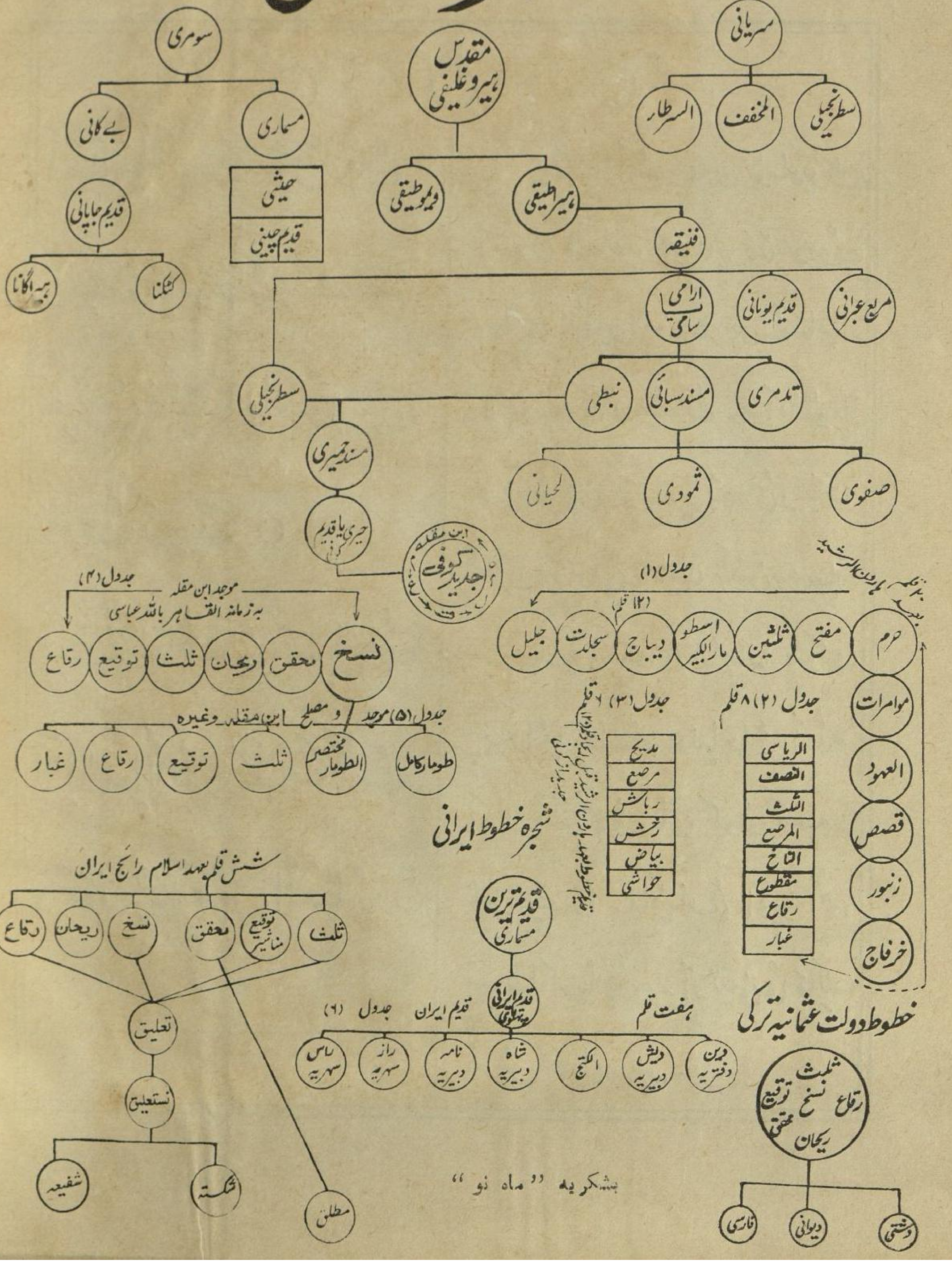


○ ○ ○

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

بیشک اَشِیا چھین تومادیر کاچھے
رَسُول تومادیر نِیجیںیر مَنّ هوهوئیتے
بھاری کٹھین بودھ هوئے تانهار
کاچھے جے کونو بیشوئے تومراکشٹو پاؤ
لالائیتو تِینی تومادیر بَھلائیر جَنّو
مُومِن دیر پرو تی نِهایت شَفیق و مِهربان
تارپرو جدی تاهارا مُوکھ
پھیرائیا نِئے تبے بولیا داؤ اَللّٰه
اَمار جَنّو کافی۔ نائی کونو مَعبود
تِینی چھاڑا ۔ تانهاری اوپر اَمی
بَھروشا کریاچھی ۔ آر تینی ئی مَالِک
عَرشِ عَظِیم یر۔

شجرۂ خطوط



بشکریہ ''ماہ نو''

تالیفات مصنف

* سلسلہ تعلیم النسخ :

* تدریس نسخ :- خط نسخ پر پہلی، مختصر مگر جامع کتاب ہے - جو اس رسم الخط کی مکمل تاریخ پر حاوی ہے - تحریری نمونے بھی شامل ہیں - آخر میں توضیحات ہیں جن سے اس رسم الخط کی افادیت واضح ہوتی ہے - رسالہ سائز مجلد مع گردپوش قیمت 8.00 روپے

* قواعد حروف :- خط نسخ کے ہر حرف کی بناوٹ قطوں میں ظاہر کی گئی ہے - ماہر خط نسخ نے حروف تہجی علیحدہ علیحدہ صفحہ پر درج کئے ہیں - دو رنگی طباعت قیمت فی سیٹ 1.50 روپے

* نسخ خطی :- مشقی کاپیوں کا یہ سلسلہ خط نسخ تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے - جن میں خطوط کی مختلف شکلیں، حروف، پیوند، الفاظ اور فقروں کی مشق کرائی گئی ہے - قیمت مکمل سیٹ 3.00 رو...

* املاء صامت :- اردو زبان کے حروف کی چاروں صورتوں کے نمونے جن کو کاٹ کر اور باہم ملا کر بنتے ہیں - موٹے کارڈ بورڈ پر آفسٹ میں طبع شدہ کارڈوں کا مکمل سیٹ قیمت 2.50 رو...

چارٹ حروف تہجی :- خط نسخ میں بہترین ترتیب سے حروف تہجی کا یہ چارٹ ماہر فن کار جناب سید نفیس الخطا... کا تحریر شدہ آفسٹ کاغذ پر طبع کرایا گیا ہے - قیمت 2.00 روپے

* تدریس زراعت :

تدریس زراعت پر اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں ایسے تعلیمی نظریات او... نفسیاتی حقائق کو پس منظر کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے - جو تدریس... زراعت میں بڑی حد تک معاون ثابت ہو سکتے ہیں - زیر تربیت معلمین زراعت کے پیش... ورانہ تقاضوں کے مطابق فنی مواد کو امکانی حد سے سہل اور منطقی انداز میں پیش کیا... گیا ہے - تاکہ وہ اپنی تدریسی ذمہ داریوں سے باحسن عہدہ برا ہوسکیں - قیمت 5.00 رو...

* تاریخ تعلیم :

اس فکر انگیز کتاب میں تاریخ تعلیم کا اجمالی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے - موضوعا... کے انتخاب میں قومی زندگی کے تقاضوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے - اور ان پر انتہا... خلوص سے قلم اٹھایا گیا ہے - آزادی کے بعد پیدا شدہ تعلیمی مسائل اور رفتار ترقی... جائزہ خاصا تفصیلی ہے - زیر تربیت اساتذہ خصوصاً بی - ایڈ کے طلبہ اور تعلی... دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے اردو زبان میں یہ ایک خاصے کی چیز...

آرڈر اس پتہ پر ارسال فرمائیں -

آزاد بک ڈپو ۰ اردو بازار ۰ لاہور